معہ ضمیمہ درس قرآن | چہ گویم باتو گرآئی چہ در قادیان بینی | رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۸۸ | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی | (للعہ) پیشگی

جلد ۸ | مورخہ ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۲۷ھ علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۶ مئی ۱۹۰۹ء مطابق ۲۵ بیساکھ ۱۹۶۶ | نمبر ۲۶

سارے جہاں سے اچھا دار الاماں ہمارا | اڈیٹر و مینیجر محمد صادق عفی اللہ عنہ | دار الاماں ہمارا جنت نشاں ہمارا

## رپورٹ دورہ

(سلسلہ کیواسطے دیکھو اخبار بدر نمبر ۱۷ مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۰۹ء)

**استخارہ** اس سفر مین برادرم منشی غلام محمد صاحب پہلوری اور برادرم میر محمد حسین صاحب نے فرمایا تہا ۔ کہ مین اون کو دو دعائین لکہہ کر بھیجون ۔ ایک دعائے استخارہ اور دوم کسی شہر مین داخل ہونے کے وقت جو دعا حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پڑہا کرتے تہے ۔ بجائے اس کے کہ یہ دعائین مین ان دوستون کو لکہہ کر بھیجون ۔ ہر دو کو بمعہ ترجمہ و اعراب اخبار مین چہاپ دیتا ہون

## دعائے استخارہ

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْأَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ۔ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ ۔ فَاقْدُرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ ۔ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ ۔ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ ۔

ترجمہ ۔ اے اللہ بیشک مین بہلائی مانگتا ہون تیرے علم سے اور قدرت چاہتا ہون تیری قدرت سے اور تجہسے مانگتا ہون تیرے بڑے فضل مین سے ۔ پس بے شک تو قدرت رکہتا ہے اور مین قدرت نہین رکہتا اور تو جانتا ہے اور مین نہین جانتا اور تو جاننے والا ہے چہپی چیزون کا ۔ اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام بہتر ہے میرے واسطے میرے دین مین اور میری دنیا مین اور میرے کام کے انجام مین ۔ پس مقرر کر اس کو میرے واسطے اور آسان کر اس کو میرے واسطے ۔ پہر برکت دے اس مین میرے واسطے اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام برا ہے میرے واسطے میرے دین مین اور میری دنیا مین اور میرے کام کے انجام مین پس تو پہیر دے اس کو مجہ سے اور پہیر دے مجہ کو اس سے اور مقرر کر میرے واسطے بہلائی جس جگہ ہو ۔ پہر مجہ کو راضی کر دے اس پر ۔

## نئے شہر مین داخل ہونیکے وقت کی دعا

اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبَّ الْاَرْضِیْنَ السَّبْعِ وَمَا اَقْلَلْنَ وَرَبَّ الشَّیٰطِیْنِ وَمَا اَضْلَلْنَ وَرَبَّ الرِّیَاحِ وَمَا ذَرَیْنَ فَاِنَّا نَسْأَلُکَ خَیْرَ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ وَخَیْرَ اَھْلِھَا وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ اَھْلِھَا وَشَرِّ مَا فِیْھَا ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْھَا (ثلثاً) اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاھَا وَحَبِّبْنَا اِلٰٓی اَھْلِھَا وَحَبِّبْ صَالِحِیْ اَھْلِھَا اِلَیْنَا ۔

ترجمہ ۔ اے اللہ رب ساتون آسمانون کے اور اس چیز کے جس پر وہ سایہ کرتے ہین اور رب ساتون زمینون کے اور اس چیز کے جس کو وہ اٹہاتی ہین اور رب شیطانون کے ۔ اور ان کے جن کو وہ بہکاتے ہین اور رب ہواؤن کے اور اس چیز کے جسکو وہ بکہیرتے ہین ۔ بے شک مانگتے ہین ہم تجہ سے بہلائی اس بستی کی اور بہلائی رہنے والون کی اور ہم تیری پناہ چاہتے ہین اس کی بدی سے اور اس کے رہنے والون کی بدی سے اور اس چیز کی بدی سے جو اس مین ہے الٰہی برکت دے ہمارے واسطے اس بستی مین (تین بار کہے) اے اللہ نصیب کر ہم کو میوہ خوری اس کی اور محبت دے ہماری اس کے رہنے والون کو اور محبت دے ہم کو اس کے نیک لوگون کی ۔

**التوائے دورہ** عاجز ضلع گورداسپور ۔ ضلع امرتسر اور ریاست کپورتہلہ کا دورہ کرکے ۲۷ اپریل کو داخل ضلع جالندہر ہو چکا ہے ۔ جالندہر مین ایک دن اور بستی گزان مین ایک دن ٹہر کر آج ۲۹ اپریل کو مین موضع صریح مین محبی مولوی عمر الدین کے پاس پہونچ گیا ہون ۔ چونکہ کل جمعہ ہے اس واسطے کل کا دن یہین انشاء اللہ مقام ہوگا ۔ آج صبح صریح کو آنے کے وقت اول تو بسبب بارش کے رک گیا تہا مگر بعد مین کسی قدر آسمان صاف ہونے کے سبب چل پڑا ۔ کچہ ایسی بیوقت بارشین شروع ہو گئی ہین کہ بعض مقامات پر بارش کے سبب رکنا پڑا ہے ۔ کپورتہلہ کی ریاست مین بہی دو سہ روزہ

(بدر پریس قادیان مین میان معراج الدین عمر پروپرائٹر و پرنٹر و پبلشر کے حکم سے باہتمام قاضی محمد ظہور الدین اکمل اسسٹنٹ چہپکر شائع ہوا)

(کتبہ محمد میر احمد عفی اللہ عنہ)

ایسا ہی اتفاق ہوا تھا۔ بارش کے ایام میں گاؤں گاؤں پھرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ نیز زمیندار لوگ عموماً فصلوں کے کاٹنے اور غلہ جمع کرنے کے کام میں بہت مصروف ہیں اس واسطے میں نے ارادہ کیا ہے کہ ضلع جالندھر کے بعض مقامات کا دورہ کر کے جو یہاں سے قریب قریب ہیں۔ سردست دورے کو ملتوی کر کے واپس دارالامان چلا جاؤں۔ سردست التوا کے واسطے بعض دیگر وجوہات بھی ہیں جن کے اس جگہ بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ اگر یہ صلاح پختہ ہو گئی تو میں انشاء اللہ پندرہ بیس مئی تک قادیان پہونچوں گا اور میں سردست کچھ کہہ نہیں سکتا کہ پھر دوبارہ دورہ کب تک شروع ہو یا نہ ہو اس کا قادیان پہونچکر انشاء اللہ فیصلہ ہو سکے گا۔

**لودہی ننگل** گذشتہ اخبارات میں میرے امرتسر سے لودہی ننگل جانے کا ذکر ہو چکا ہے۔ لودہی ننگل میں مولوی نور احمد صاحب کے ملاقات ہوئی جن سے حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود کا وہ نامہ منظوم ملا جو کہ پچھلے اخبار میں شائع ہو چکا ہے مولوی صاحب موصوف کی تبلیغ کے ذریعہ سے اس جگہ اور اس کے گرد و نواح میں بہت سے آدمی جماعت میں شامل ہیں۔ جمعہ کی نماز اردگرد کے گاؤں کے لوگ اسی جگہ آکر پڑھتے ہیں ایک جمعہ میں نے یہاں پڑھایا۔ آدمی کثرت سے جمع ہوئے جنمیں سے اکثر غیر احمدی تھے مگر غور سے سب باتیں سنتے رہے اور بعد جمعہ بعض جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے اور انہوں نے بیعت کا خط حضرت کی خدمت میں لکھا۔

مولوی نور احمد صاحب نے فتحگڈہ کے مولویوں کے ساتھ بارہا مباحثہ کئے اور ایک دفعہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو بھی آپ کے ساتھ مباحثہ کرنے کے واسطے وہاں کے غیر احمدی بلا لائے تھے جو کچھ سوال و جواب ہوئے انمیں سے بعض کی نقلیں میں نے مولوی صاحب موصوف کے پاس دیکھی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمیشہ تقوےٰ کو مدنظر رکھکر بہت ہی مدلل جواب مخالفین کو دیتے ہیں اور مخالفین کبھی کسی موقعہ پر مولوی صاحب پر غالب ہوئے بعض دفعہ مولویصاحب پر مقدمات بھی مخالفانہ جوش میں بنائے گئے۔ مگر خدا تعالیٰ نے ہمیشہ انہیں باعزت فتحدی

**تیجہ کلاں** ایک رات میں لودہی ننگل میں رہا اور ایک شب تیجہ کلاں میں۔ جہاں میاں عبد اللہ میاں عبد العزیز اور ان کے فرزند ارجمند میاں اسد اللہ صاحب رہتے ہیں اور احمدی جماعت کے قریب ۳۲ نفر ہیں اس جگہ دو دفعہ وعظ ہوا چند نو مرید داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے اس جگہ کے میاں عبد اللہ صاحب کچھ بیمار رہتے ہیں سب دوستوں کی خدمت میں التماس ہے کہ ان کے واسطے دعا فرماویں۔

**انجمن لودہی ننگل** - لودہی ننگل میں ایک انجمن بنائی گئی۔ جس کے متعلق - تیجہ کلاں - فتحگڈھ - چک اسکندر - بدو وال - تلونڈی راماں - کھٹالہ میاں مٹھا اور کہوکہرین کی جماعتیں کی گئیں۔ اس انجمن کے سکرٹری منشی اسد اللہ صاحب اور ... پریزیڈنٹ مولوی نور احمد صاحب مقرر ہوئے یہ تمام گاؤں لودہی ننگل کے قریب ہیں اور ان میں سے اکثر آدمی عاجز کی ملاقات کے واسطے لودہی ننگل تشریف لائے۔

**فتحگڈھ** فتحگڈھ میں صرف ایک گھر احمدیوں کا ہے میاں عبد القادر صاحب اپنی بیوی اور لڑکے اور لڑکی سمیت ... بہت پُرجوش احمدی ہیں۔ اس جگہ کئی ایک وہابی اور حنفی مولوی ہیں ان میں سے بعض بالخصوص وہابی صاحبان میاں عبد القادر کو بہت تنگ کرتے رہتے ہیں مگر وہ ہمیشہ ان کو ایسے مدلل جواب دیتے ہیں کہ بغیر خاموشی کے انہیں چارہ نہیں۔ میاں عبد القادر صاحب کا بیان ہے کہ میرے واسطے اول محرک حضرۃ مرزا صاحب کی طرف توجہ کرنے کا مولوی محمد حسین صاحب کا رسالہ اشاعۃ السنۃ ہوا تھا۔ مولوی صاحب نے جبکہ حضرت کی مخالفت شروع کی اور میں نے اسے رسالہ اشاعۃ السنۃ میں پڑھا تو مجھے خیال ہوا کہ مرزا صاحب کے حالات سے آگاہی حاصل کرنے کے واسطے ان کی کتابیں بھی پڑھنی چاہئیں۔ اس طرح رفتہ رفتہ جب حق مجھ پر کھل گیا۔ تو میں نے اس سلسلہ کو قبول کر لیا۔

**مولویت زمانہ کا نمونہ** اسجگہ کے ایک حنفی مولوی محمد اشرف صاحب عاجز کی ملاقات کے واسطے تشریف لائے تھے بہت اخلاص سے پیش آئے اور حضرت مرزا صاحب کے اخلاق حسنہ کی تعریف کرتے رہے اور سلسلہ حقہ کے حالات سنتے رہے ان کے سوائے کسی دوسرے مولوی سے میری ملاقات اس جگہ نہیں ہوئی۔ البتہ ایک وہابی مولویصاحب کے دو واقعات عجیب میں نے سنے ہیں جن کا بیان کرنا ناظرین کی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ ایک تو یہ کہ وہ مولوی صاحب ہمارے دوست میاں عبد القادر صاحب کے ساتھ وفات مسیح پر گفتگو کر رہے تھے مولوی صاحب نے کیا چالاکی کی کہ ایک تفسیر لیکر رفع عیسٰی کے متعلق جو الفاظ تھے اون کو قرآن شریف کی آیات ظاہر کر کے پڑھنا شروع کیا۔ جس پر ایک حافظ نے پبلک کے سامنے ان کا پردہ فاش کر دیا اور سخت شرمندہ کر دیا۔ دوسرا واقعہ بھی انہیں کا ہے۔ ایک مباحثہ میں جبکہ وہ ہمارے دوست مولوی نور احمد صاحب کے ساتھ کر رہے تھے بعض تاویلات حقہ اور صحیحہ پر کہنے لگے کہ ایسی تفسیریں تو میں بھی کر سکتا ہوں جب انہیں کہا گیا کہ کر کے دکھاؤ تو یوں دُرّافشان ہوئے۔ کہ بسم اللہ کے معنے ہیں کان گوہ کھا گیا۔ دکان پنجابی کوّے کو کہتے ہیں) یہ ہے نمونہ ان مولوی صاحبان کا اور ان کی اس عزت کا جو کہ وہ قرآن شریف کی کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم فرماوے

**چک اسکندر** - فتح گڈھ سے عاجز ایک شب کے واسطے چک اسکندر گیا جہاں سے میاں قادر بخش اور ان کے فرزند میاں اللہ دتا سواری لے کر لودہی ننگل تک آئے۔ مولوی نور احمد صاحب فتحگڈھ تک مشایعت کے واسطے آئے وہاں کے مولوی صاحبان اور ایک حکیم صاحب کی طرف سے کچھ پیغام آتے رہے جو انشاء اللہ اگلے نمبر میں درج کئے جائینگے چک اسکندر میں عاجز ایک شب ٹھہرا وعظ کیا گیا۔ بیعت کے واسطے بھی خمیدا ب ہے۔ وعظ کے بعد چند لوگوں نے کچھ سوالات کئے جن کا ذکر انشاء اللہ اگلی اخبار میں درج کیا جاویگا۔

---

**تمت کلمت ربک صدقاً و عدلاً** سیدنا مسیح موعودؑ نے ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء کو ایک اشتہار دیا تھا جس کے مفصلہ ذیل فقرات تھے کہ (۱) "سلطان روم کی سلطنت کی حالت اچھی نہیں ہے اور میں کشفی طریق سے اس کے ارکان کی حالت اچھی نہیں دیکھتا اور میرے نزدیک ان حالتوں کے ساتھ انجام اچھا نہیں"۔ (۲) "ترکی گورنمنٹ کے شیرازہ میں ایسے دھاگے ہیں جو وقت پر ٹوٹنے والے اور غداری سرشت ظاہر کرنے والے ہونگے"۔ (۳) "یہ مسلمانوں میں سے جو مجھ سے علیحدہ رہیگا وہ کاٹا جاویگا بادشاہ ہو یا غیر بادشاہ") کو زیر نظر رکھکر جب ہم اس خبر کو پڑھتے ہیں۔ کہ آخر انجمن اتحاد و ترقی غالب آئی اور اس نے دار الخلافہ پر قبضہ پاکر سلطان عبد الحمید کو معزول کر دیا اور اس کی بجائے رشاد آفندی سلطان کا بھائی محمد خامس کے نام سے تخت نشین ہوا تو بے اختیار ہم سبحٰن ربنا ان کان وعد ربنا مفعولاً کہتے ہوئے سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔ ۳۳ سال جس دانشمندی اور تدبر سے سلطان نے حکومت کی اور اپنی قوم کو غیر مسلم سلطنتوں سے بچایا اس کا صلہ جو قوم سے ملا وہ نہایت ہی افسوسناک اور قابل عبرت ہے مگر ہم یقین کرتے ہیں کہ اس تغیر و تبدل میں اس علیم و حکیم خدا کی ایک خاص حکمت کام کر رہی ہے۔

۲ - ہمعصر الحکم راوی ہے کہ قادیان تک ایک تنگ پٹڑی کی ریل مشترکہ سرمایہ سے بنائے جانے کی تجویز ہے۔ (۳) نوجوان ترکی پارٹی نے سلطان کی تنخواہ ۲۵ ہزار ترکی پونڈ قرار دی (ماہوار) دیگر ممبران کو علاوہ دیں گے۔ (۴) شاہ ایران نے اپنے وزیر اعظم اور وزیر جنگ کو موقوف کر دیا اپنے بچا نائب سلطنت کو مقرر کیا ہے (۵) دونوں عہدے انہیں کو دئے یہ اصلاح پارلیمنٹ کے مخالف ہیں لہذا اس تقرر پر سب ناراض ہیں۔ (۶) روسی فوج تبریز میں آپہونچی باشندوں نے بڑی خوشی سے ان کا خیر مقدم کیا اب کشت و خون نہ ہوگا (۷) چیفکورٹ پنجاب میں گرما کی تعطیلیں ۱۹ - اگست سے شروع ہونگی اور ۱۹ اکتوبر کو ختم ہونگی اور ۲۰ - اکتوبر کو اجلاس کیا جاویگا (۸) معزول شدہ سلطان عبد الحمید بدھ وار سالونیکا میں پہونچے - سپہ سالار کے گھر پہنچائے گئے (۹) ولایت عدانہ میں جو لوگ قتل و غارت کئے گئے ان کی تعداد تیس ہزار تک اندازہ کی جاتی ہے (۱۰) پچھلے دنوں میں کشمیر میں دو سخت حادثے وقوع میں آئے - پہلا حادثہ جمعرات ۲۲ اپریل کو تھا - اس روز دربار کا عظیم الشان دُخانی ڈیجر بارہ مولہ میں دریا کی درستی کے کام پر لگا یا:

# مکتوبات امیر المومنین

هنیاً لارباب النعیم نعیمها
وللعاشق المسکین ما یتجرع

مولٰنا النواب - المعظم المکرم بالقابہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - بجواب کرمت نامہ بادب گذارش ہے - ایسے علماء کا ذکر جنھوں نے رد نصاریٰ و آریہ پر قلم اٹھایا صرف اس لئے تھا کہ حضور نے اس مقام پر یہ لکھا تھا کہ مسیحی مشنری ہندوستان میں آئے ان کے مقابل مسلمانوں نے کیا کیا - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "لئن شکرتم لازیدنکم" - یہاں لازیدنکم کا لام اور نون مشدد - قابل غور ہیں - مگر عالیجاہ حضور نے صاف لکھا ہے "یہی ایک خدمت علماء سے اگر ہوئی تو کیا ہوئی" حضرت نواب یہ کلمہ شکر گذاری کا نہیں - اس ملک میں ہزاروں ہزار آدمی صرف ان مناظروں کے باعث مسیحی ہونے سے بچ گئے والحمد للہ رب العلمین بُرے چلن اور اخلاق ذمیمہ - خصائل رذیلہ کا استیصال علوم حقہ سے قابل قدر اور سر سید کی محنتیں ہمارے سامنے ہیں مگر ان کے دار العلوم قاسمیہ میں ابھی تک ایمان باللہ و رسلہ - اقامۃ الصلوٰۃ - و دایتاء الزکوٰۃ - پابندی صوم و حج کا جو حال ہے وہ جناب عالی اور ہم لوگوں سے مخفی نہیں - بھلائی بھلائی ہے اور ضرور ہے مگر ایمانی جوش اور حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع وہاں ہنوز دہلی دور است - کسی محسن کی احسان فراموشی کفران نعمت ہے - مجھ خاکسار کی سید سے خط وکتابت رہی ہے - میں نے انکو ایک بار کسی تقریب پر عرض کیا تھا - جاہل علم پڑھ کر عالم بنتا ہے اور عالم ترقی کر کے حکیم ہو جاتا ہے - حکیم ترقی کرتے کرتے صوفی بن جاتا ہے - مگر جب صوفی ترقی کرتا ہے تو کیا بنتا ہے قابل غور ہے - جس کے جواب میں سر سید نے لکھا کہ وہ نور الدین بنتا ہے غرض اس کہانی سے صرف یہ ہے کہ ہم اون سے اور وہ ہم سے بے خبر سے تھے جناب نے تکلیف فرما کر ان کا ذکر کیا اور ان کے ذکر پر زور دیا ہے اس لئے تعارف کا تذکرہ کر دیا ہے -

جناب عالی - مولوی بارہ لاکھ روپیہ جمع کریگا تو افسوس ہے کہ وہ مولوی آپ کی نگاہ میں مولوی نہ رہے گا - مہدی علی مولوی تھے - چراغ علی مولوی تھے - عماد علماء لکھنؤ مولوی تھے - مگر جب روپیہ آیا - تو نواب محسن الملک - ممتاز جنگ - قبلہ وکعبہ - سرکار دولتمدار - مجتہد العصر ہو گئے - آخر میں مولوی صدیق حسن گذرے ہیں - روپیہ آیا تو نواب کہلائے - صدیق تخلص اوڑا دیا اور نواب اس کے قائم مقام ہو گیا - بھلا یہ خاکسار لاکھوں والے لوگوں کو مولوی کہہ سکتا ہے - ہرگز ہرگز نہیں - ( مولوی تحقیر کا کلمہ ہے اور آپکے نزدیک بھی ) بلکہ مجھے تو تعجب ہوا ہے کہ ملا نان والا نے صاحب عصر جدید اور مہتمم ندوۃ العلماء - و دونوں کے نام پر مولوی کا لفظ لکھ دیا ہے - شبلی صاحب کا سفرنامہ حضور نے غور سے نہیں پڑھا - ورنہ اس میں مولوی لفظ کی جو مٹی پلید کی ہے اسے پڑھ کر آپ ضرور ہنستے - اور یہ امرا کا شغلہ ہے اگر یہی تدبیریں قومی ترقی کی ہیں - جو حضور نے لکھی ہیں تو بے ادبی معاف ہو - آپ کا "محمڈن کالج - اکسفورڈ - کیمبرج کا مقابلہ نہ کر سکیگا امریکہ - جرمن کی یونیورسٹیاں فراموش ہوں - پس اسلام در گور ہو بلکہ ہندوستان سے اسلام کا مقابلہ محال ہے - جس قدر آپ ترقی کریں کر لیں - یوروپ و امریکہ کو چھوڑ ہندوؤں سے مقابلہ بھی خواب وخیال ہو گا - اسلام مال سے نہیں اخلاص سے ترقی کر چکا اور کرے گا - ایمان و اعمال صالح سے وابستہ ہے -

مجھے حضور نے دو لاکھ جمع کرنے کی ترغیب فرمائی ہے - آپ نواب - رئیس اعظم - ہونہار - نوجوان - لاکھوں جمع کرنے والوں کے خدائی - ذرا مجھ غریب کی سنئے - قرآن کریم فرماتا ہے "وکذالک جعلنا فی کل قریۃ اکابر مجرمیها" اور فرماتا ہے "وما نریٰ اتبعک الا الذین هم اراذلنا بادی الرای" اور فرماتا ہے کہ لوگ کہتے ہیں - "علی رجل من القریتین عظیم" - آپ کو اللہ تعالیٰ نے علم و فضل بخشا ہے اور مال کو اللہ تعالیٰ نے خیر و فضل فرمایا ہے اور ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاخرۃ حسنۃ ابو الحنفا نے دعا سکھائی ہے اور ہم مانگتے ہیں - گو سر سید دعا کا نتیجہ حصول مراد نہیں مانتے تھے مگر میں بخلاف اون کے دعا کو سبب حصول مرادات مانتا ہوں - ایک پیسہ جمع کرنا بھی ناپسند کرتا ہوں اور واقع ہے کہ پھر بااین آپکے سر سید بھی میری عزت کرتے تھے اور بہت کرتے تھے - محسن الملک اور ان کے بعد وہی عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے - حضور کسی امام ومصنف کا نام اسلام میں بتا سکتے ہیں - جس نے ان روپیوں کے ذریعہ اسلام کو دنیا میں پھیلایا لائبریری کا عالیجاہ آپ کو شوق ہے - مگر صرف ہندوستان میں صرف میری لائبریری ہے جسے سر سید احمد خان اور مولانا شبلی نے بحمد اللہ ضرور فائدہ اٹھایا ہوگا یا ہے - ایک تو دنیا سے چل بسے - دوسرے موجود ہیں - آپ ان سے دریافت فرما سکتے ہیں -

آہ! آپ کو کون بتا دے کہ پراگندہ روزی پراگندہ دل الخ

شب چو عقد نماز مے بندم
چہ خورد بامداد فرزندم

بالعموم صحیح نہیں - غالباً میں نے جناب کا عزیز وقت بہت لیا اگر آپ میرا عریضہ پڑھ لینگے - اور اگر سکرٹری صاحب نے ردیات میں ڈالدیا یا خلاصہ سنا دیا تو میرا اظہار انشاء اللہ ضائع نہ ہوگا -

نور الدین - ۲۲ - مارچ ۱۹۰۹ء

# ترانۂ اکمل

بیابانوں میں رہتا ہوں مجھے گھربار کیا کرنا
مسافر ہوں میں دو دن کا تو اتنا بار کیا کرنا

سر تسلیم خم ہے دیکھتے کیا ہو میں حاضر ہوں
جو ہو تیار مرنے پر اسے تیار کیا کرنا

سیہ کاروں خطاکاروں گنہگاروں کو اے مولیٰ
ترے دربار میں جز توبہ استغفار کیا کرنا

کہیں کافر اذیت دیں لگا کاٹیں کہ پھانسی دیں
جو تیرے ہو چکے مرزا تو پھر انکار کیا کرنا

وفاداری پہ ہیں نازاں - یہ ہے قول جوانمرداں
جو پورا ہی نہ کرنا ہو - تو وہ اقرار کیا کرنا

پڑے ہیں جان کر لالے - کھلے ہیں تیر سینوں میں
ہزاروں پھول وارے کے - مجھے گلزار کیا کرنا

محبت کیجئو اس سے - کبھی ہنس بول لیں جس سے
بتان سنگدل پتھر ہیں - ان سے پیار کیا کرنا

مری تو ہاں قاطع ہی - سر دشمن اڑاتی ہے
مرا دم ہی دم شمشیر ہے - تلوار کیا کرنا

مرے کو مارنا کوئی جواں مردی نہیں ہوتی
جو تیغ عشق کا کشتہ ہو - اس پر وار کیا کرنا

کہاں کی دوستی! کیسی محبت - دشمنی ٹھہری
لگا کر دل بتوں سے اپنا دل بیزار کیا کرنا

بچھے ہیں جادۂ عشق بتاں میں سینکڑوں کانٹو
برہنہ پا کو سیر وادئ پر خار کیا کرنا

تپ فرقت کے مارے تھک کے اس کوچہ میں آبیٹھے
ہمیں اے جاں بغیر از سایۂ دیوار کیا کرنا

عدو اچھا ہے اس سے دشمنی تو کھل کے کرتا ہے
جو دلداری نہ کر سکتا ہو وہ دلدار کیا کرنا

جو لڑنا ہو تو لڑ - تو نفس امارہ سے آ بھائی
ابھی جنگل میں جا کر شیر سے پیکار کیا کرنا

مجھے وہ چاہئے نشہ نہ مرنے تک کبھی جو اترے
گھڑی دو کے لئے اپنے تئیں سرشار کیا کرنا

مجھے اس خود فراموشی کی کیفیت میں رہنے دو
جسے ہو بے خودی اچھی اسے ہشیار کیا کرنا

حکایت بود بے پایاں بخاموشی ادا کردم
گزرتی ہے جو اس دل پر اسے اظہار کیا کرنا

تجھے اس تنگنائے دہر میں خستہ جگر اکمل
بجز یاد غلام احمدؐ مختار کیا کرنا

# اڈیٹوریل

## معلمین

تمام مخلوں کے سرپر جس فرقہ کا احسان ہے وہ یہی مظلوم فرقہ ہے۔ افسوس کہ ان کی بہت ہی کم قدر کی جاتی ہے پرائمری مدرسین کے متعلق مفصلہ ذیل باتوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے جس کی ہم بھی بڑے زور سے تائید کرتے ہیں (۱) بجائے اس کے کہ ساتویں اردو۔ کھیتی کی کتاب۔ طریق الصحت ایسی ضخیم اور مختلف کتابیں ہوں ایک ہی جامع کورس ہونا چاہیئے۔ جو ۲۵۰ صفحے سے زائد نہ ہو (۲) خط وکتابت کا سکھانا بہت ہی ضروری ہے۔ مگر جو طرز تعلیم اختیار کیا گیا ہے وہ مفید نہیں۔ یوں کرنا چاہیئے کہ لڑکے گھر سے خط لکھ کر لفافوں میں بند کرکے یا سادہ کارڈوں پر لکھ کر لائیں تاکہ عملی طور پر وہ خط لکھنا سیکھیں (۳) لڑکوں کے لئے اخلاقی کورس بہت ضروری ہے جس میں انہیں کسی مجلس میں بیٹھنے بات چیت کرنے۔ دعوت کھانے۔ کسی کو دوست بنانے۔ کسی سے ملاقات کرنے۔ بڑوں امیروں سے تعلقات قائم کرنے اور دیگر امور متعلقہ تہذیب کو سکھایا جاوے۔ (۴) مس کے لئے پنشن ضرور ہو اور پنشن کے ساتھ اسے عرضی نویسی اپیل نویسی وغیرہ کی اجازت دی جاوے (۵) سالانہ خرچ خط وکتابت کے متعلق مدرسوں کو بہت کم ملتا ہے (۶) تحصیلدار وغیرہ جب معائنہ کو آئیں تو انہیں لڑکوں کا امتحان لینے کی ضرورت نہیں وہ عام انتظامی حالت کو دیکھیں سکول کے اردگرد کوئی چیز خلاف صحت ہو یا لڑکے کم ہوں یا بلڈنگ میں کچھ اصلاح طلب بات ہو تو اس کے متعلق نمبردار کو ہدایت کرے بلکہ چوکیدار مدرسوں کی ماتحت ہوں اور لیاقی کا کام نمبرداروں کی معرفت کرایا جاوے۔ تو خرچ میں بہت کچھ تخفیف ہو سکتی ہے (۷) مدرسین کی تنخواہ ایسی کم ہے۔ کہ اس میں ایک صاحب اہل وعیال گزارہ بھی نہیں کرسکتا۔ چہ جائیکہ اپنی سفید پوشی کو قائم رکھ سکے۔ دس یا بارہ تنخواہ اول مدرس کی اور پھر ایسے مدرس کی جو بیس سال سے ملازم چلا آتا ہو۔ کہاں تک قرین قیاس کہی جا سکتی ہے۔

## صاعقۂ ذوالجلال بر نخل دہرم پال

دہرم پال نے اپنے خیالات کی سنڈاس میں ایک کاغذی نخل لگایا۔ جس کے جلانے کے لئے ایک معمولی دیا سلائی کافی تھی مگر ہمارے غیور دوست قاسم علی کی پرجوش طبیعت نے اس پر صاعقہ گرایا اور صاعقہ بھی صاعقۂ ذوالجلال۔ اس بید بے ثمر میں پھل تو پہلے ہی نہ تھا پھولوں کا نام ونشان بھی نہ تھا۔ ہاں کانٹے بہت تھے جن کو ایک دم جلا کر راکھ کر دیا گیا۔ سب سے بڑا اعتراض نکاح زینب پر تھا جسے نہایت دل دکھانے والی طرز میں دہرمپال نے پیش کیا۔ ہمارے عنایت فرما قاسم علی نے اس کا دندان شکن جواب دیا ہے۔

آپ نے اس بات کو تاریخی روایات سے ثابت کیا ہے کہ زینب آپ کی قریبی رشتہ دار تھی اور آپ نے اس کا نکاح زید باوجود اس کے رشتہ داروں کی اس انکار کے کہ نکاح آنحضرتؐ ہی سے ہو۔ غلاموں کو سوسائٹی میں ایک وقعت دینے کے لئے بعض مصالح کے سبب وحی الٰہی کی ماتحت کر دیا تھا۔ لیکن جب زید کی زینب سے نہ بنی تو وہ طلاق دینے پر تیار ہو گیا آپ نے اسے امسک علیک زوجک واتق اللہ کا وعظ کیا یہ فقرہ اس انسان کی زبان سے اس قوت وشوکت کے ساتھ نہیں نکل سکتا۔ جس کے دل میں کچھ کھوٹ یا اپنی خود غرضی ہو آنحضرتؐ اگر اس سے نکاح کرنا چاہتے یا آپ کے زینب کی نسبت وہ خیالات ہوتے جو دہرمپال کی منتری طبیعت کا بخور ہیں تو آپ پہلے ہی سے اس نکاح کیوں نہ کر لیتے جب کہ خود زینب اور اس کے رشتہ داروں کی جانب سے یہی درخواست پیش ہوئی تھی پھر آیت زوجنکہا اور ماکان علی النبی من حرج فیما فرض اللہ لہ اس بات کا ثبوت ہیں کہ اس نکاح میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اپنی مرضی کوئی نہیں تھی بلکہ خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق اول سے آخر تک کارروائی ہوئی۔ وکان امر اللہ قدراً مقدوراً زید سے نکاح بھی وحی الٰہی کی ماتحت کرایا گیا۔ پھر آپ نے بھی نکاح اسی وحی کی ماتحت کیا حکمت یہ تھی۔ "لکیلایکون علے المومنین حرج فی ازواج ادعیاءہم تاکہ منہ بولے بیٹوں کی بیبیاں نکاح کرنے کے جواز میں مومنوں کے لئے ایک نظیر قائم ہو جاوے نیز لائق نے عقلی دلائل سے بھی کام لیا ہے کہ اگر آپ یہ نکاح خفیہ کرتے تو ولیمہ کیوں اتنی دھوم دھام سے کرتے اور پھر اگر خاص شوق سے کیا۔ تو دوسری بیبیوں سے کچھ امتیاز دیتے اور اگر اس میں کچھ بدنیتی کا دخل تھا تو مرید ومرشد کا علاقہ بہت نازک ہوتا ہے وہ کیوں کر قائم رہتا صحابہ ایک باغیرت قوم سے تھے وہ دھنئے جولاہے اور نیوگی فرزند نہ تھے۔

غرض رسالہ دشمن کی افواج شبہات کے لئے ایک خوفناک رسالہ ہے جس نے کفر وشرک بغض وحسد۔ شرارت وضرر رسانی کی ندہ نمادہ دری کا تانا بانا ادھیڑ کر رکھ دیا ہے۔ کیوں نہ ہو۔ آخر میرے مکرم مخدوم مولوی محمد علی صاحب۔ ایم اے نے ریویو میں اس پر ایک سیر کن بحث کی ہے جس سے ہمارے غیور انشار پرداز دوست کو بہت مدد ملی ہے۔ ہم یہ بھی ظاہر کر دینا چاہتے ہیں کہ زبان کی شستگی سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس رسالہ کا مولف کوئی ہندوستانی ہے مگر یہ بات صحیح نہیں۔ قاسم علی سیالکوٹ کے رہنے والے ہیں اور یہ پنجابیوں ہی کا حصہ ہے کہ وہ جس زبان میں تصنیف کرتے ہیں اہل زبان کا ناطقہ بند کر دیتے ہیں۔ اصل میں ہندوستانی دماغ کا زور محض زبان پر ہے۔ مگر پنجابیوں کو اور پھر اس میں بعض خاص اضلاع مثل سیالکوٹ۔ گجرات کے اہل قلم کو خدا نے وہ دماغ عطا کیا ہے کہ جب کچھ لکھنے بیٹھتے ہیں۔ تو بس ختم ہی کر دیتے ہیں۔ ہندوستانی پنجابیوں کی صحبت برسوں رہیں۔ پنجابی کا ایک لفظ تک صحیح تو درکنار پنجابی سمجھ بھی نہیں سکتے مگر پنجابی دو سال بھی ہندوستان میں آئیں تو ان کا لہجہ تک اہل زبان کی مثل ہو جاتا ہے۔ آجتک جس قدر اردو میں قابل قدر تصانیف ہوئی ہیں انہیں سے اکثر حصہ ہمارے پنجابی دوستوں کا ہے۔ میرا سید دہلی خدا کا پاک نبی مسیح بھی پنجاب کے ایک گاؤں کا رہنے والا تھا۔ جن قیمتی جواہرات کا اس نے اردو کے خزانے میں اضافہ کیا ہے وہ ایک عالم کو مالا مال کر گیا ہے۔ یہ میں نے اس لئے بیان کیا کہ ہندوستانی اگر کچھ لکھتے بھی ہیں تو ایک معمولی بات کے لئے جو دو سطروں میں آسکتی ہے دو سو ورق پر کر دیتے ہیں ... ... ... ... ...

... ... مگر پنجابی خدا کے فضل سے جب کبھی کوئی کتاب لکھتے تو از سرتا پا مغز ہی مغز ہوتی ہے۔ میں اس کے لئے دو مثالیں پیش کرتا ہوں۔ مسیح وخلیفۃ المسیح اور پھر ان کے پنجابی خدام۔

یہ رسالہ ۷۰ صفحہ حجم کا عمدہ لکھائی وچھپائی وکاغذ احمد حسین فرید آبادی کرہ بنگش ۔ رفیق ایجنسی دہلی سے بقیمت ۲ر مل سکتا ہے

## آریہ کہاں سے آئے

آتش پرستوں یعنے مجوسیوں کا اعتقاد ہے کہ تمام آسمان اور ستارے نور مجرد یعنے ذات واجب الوجود کے عکس (سایہ) ہیں۔ چنانچہ آتش پرستوں کے زمانہ حکومت میں ہفت ہیکل یا ہفت پیکر کے نام سے سات بتخانے ایران میں بت پرستوں کے نہایت شان وشوکت کے ساتھ موجود تھے۔ جن کے نام یہ تھے۔

پیکر شت کیوان۔ (قدیم فارسی میں شت کا لفظ حضرت یا عالی جناب کی بجائے استعمال ہوتا تھا) اس بت خانہ میں زحل کی تصویر تھی۔
پیکر شت ہرمزد۔ یہ مشتری کی پرستش گاہ تھا۔
پیکر شت بہرام۔ بتخانۂ مریخ۔
پیکر شت آفتاب۔ بتخانۂ آفتاب۔
پیکر شت ناہید۔ بت خانۂ زہرہ۔
پیکر شت تیر۔ بت خانۂ عطارد۔
پیکر شت ماہ۔ بت خانۂ قمر۔

اسی طرح آتش پرستوں کے سات عظیم الشان آتشکدے تھے جن کے نام اس طرح سے تھے۔

کیوان آذر۔ ہرمز آذر۔ بہرام آذر۔ ہور آذر۔ ناہید آذر تیر آذر۔ ماہ آذر۔ جن لوگوں نے قدیم زمانہ میں ہندوستان کو فتح کیا اور غیر آریوں کو پہاڑوں اور جنگلوں بھگا دیا وہ یہی آتش پرست اور ستارہ پرست لوگ تھے۔ جن کو آجکل آریہ کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ہندوستان ایران کا ایک صوبہ تھا اور براہ راست ایران سے صوبہ دار اور وائسرائے مقرر ہو کر یہاں آیا کرتے تھے۔ مرور ایام اور قسم قسم کے انقلابوں کے باعث ہندوستان ایران سے بے تعلق اور خود مختار ہو گیا اور ایران کے آتش پرست ہندوستان کے لالہ بھائیوں کی صورت میں تبدیل ہو کر کچھ سے

کچھ نظر آنے لگے - ایران کے آتش پرستوں اور ستارہ پرستوں کے ہندوستان میں آنے حکومت کرنے اور اپنا دین پھیلانے کا ثبوت یہ ہے کہ ہندوستان میں جو ہیکرہ کدہ کیوان بنایا گیا تھا۔ اس کا نام دژ کیوان رکھا گیا تھا - دژ کیوان کو بگاڑ کر اب دوارکا بنالیا گیا ہے - اسی طرح دوسرے ہیکرہ کدہ کیوان کا نام گاہ کیوان رکھا گیا تھا - جس کو بگاڑ کر ہندیوں نے گیا بنالیا - تیسرا ہیکرکدہ کیوان متھرا تھا اس کو بگاڑ کر متھرا بنالیا ہے - ہندوؤں میں جو چار برن قائم کئے گئے ہیں - یہ دراصل ایرانیوں یعنے آتش پرستوں کے قائم کئے ہوئے ہیں اور آتش پرستوں کی تقسیم ہندوؤں کی تقسیم سے زیادہ کامل ہے - بیاس جی جو ویدوں کا مصنف ہے وہ خود بلخ اور استخر وغیرہ میں گیا اور اس نے وہاں سے علوم حاصل کرکے ہندوستان میں واپس آکر ویدوں کو ترتیب دیا آتش پرستوں نے اپنی سلطنت کو سات صوبوں میں تقسیم کیا تھا ان سات صوبوں میں سے ایک صوبہ ہندوستان بھی تھا۔ ہر ایک صوبے کو ایک ایک ستارے کے ساتھ نامزد کیا تھا - اور اسی ستارے کے بُت خانے اس صوبے میں بنائے تھے مثلاً ملک چین مشتری کے ساتھ مخصوص تھا اور ملک ہندوستان کو زحل کے ساتھ مخصوص کیا تھا اور اسی وجہ سے زحل کے معبد اکثر یہاں بنائے گئے تھے - آج تک بھی لوگ ہندوستان کو زحل کے ساتھ مختص کرتے ہیں۔

یہ ایک آتش پرست کی پُرانی تاریخ سے اقتباس کیا گیا ہے

باقی پھر - انشاء اللہ

---

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# میرا سفر

(محمود کی کہانی - محمود کی زبانی)

---

خدا تعالےٰ نے انسان پر حجت قائم کرنے کے لئے ذرہ ذرہ میں ایک خاص شان رکھی ہے - ایک ایک نکتہ خدا تعالےٰ کی ہستی پر دلالت کر رہا ہے اور ایک ایک شوشہ اس کی طرف بُلا رہا ہے سورج روشن ہے اور اس کی روشنی سے ہر آن میں ایک نہیں دو نہیں لاکھوں فائدے دنیا کو پہونچ رہے ہیں اور پھر اُن فائدوں سے ایک دو آدمی ہی متمتع نہیں ہوتے - بلکہ بیشمار مخلوقات فائدہ اُٹھا رہی ہے - اگر انسان ایک بڑے مکان میں بیٹھا ہوا اس کے فوائد سے حصہ لے رہا ہے تو جانور اپنے گھونسلے میں اس انسان سے کچھ کم حصہ نہیں لیتا اور چمگادڑ جو سورج کے آگے اپنی آنکھیں نہیں کر سکتی اور روشنی کو دیکھ ہی نہیں سکتی - وہ گو کہ ظاہر میں اس سے دور ہے لیکن چشم بصیرت رکھنے والے انسان جانتے ہیں کہ اس اندھیرے میں بھی سورج کی روشنی اور تپش اسے فائدہ پہونچا رہی ہے اور اس کی زندگی پر ایک بہت بڑا اثر کر رہی ہے - غرض یہ تو ایک بہت موٹی مثال ہے جس سے ہر ایک انسان نصیحت حاصل کر سکتا ہے ورنہ جیسا کہ میں اوپر بیان کر چکا ہوں - ذرہ ذرہ میں خاص خاص حکمتیں مخفی ہیں - جو کہ انسان کو خدا کی طرف رہنمائی کر رہی ہیں اس لئے قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ "قل سیروا فی الارض" کیونکہ انسان جس قدر پھریگا - اور مختلف ممالک کی سیر کرے گا اور مختلف اشیاء پر غور کرے گا اُسی قدر اُسے معرفت اور نیکی کی توفیق ملے گی ہاں شرط یہ ہے کہ کوئی انسان اس سے فائدہ اُٹھائے ورنہ بیمار آنکھیں سورج کی برداشت کر ہی نہیں سکتیں اور کمزور معدہ شرینی سے بجائے فائدہ کے نقصان اُٹھاتا ہے پس اگر انسان کی طبیعت خود بدی کی طرف جائے تو وہی چیزیں جو اُسے خدا کی طرف رہنمائی کرتی ہیں - اسے شیطان کے پنجہ میں پھنسا دیتی ہیں اس لئے حکم ہوا ہے کہ ہر ایک کام کو سوچ کر اور غور کرکے کرنا چاہیئے تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ انسان ثواب حاصل کرتے ہوئے اُلٹا عذاب میں مبتلا ہو جاوے اپنے کھانے سے اپنے پینے سے اپنے چلنے پھرنے سے غرض ہر ایک بات سے نصیحت حاصل کرو تاکہ نفس کے خفیہ حملوں سے محفوظ رہو - اور یہ بات صرف کہنے کی ہی نہیں - بلکہ اس میں خود میرا ذاتی تجربہ ہے اور میں نے اس سے فائدہ اُٹھایا ہے اور خدا کے فضل سے ہر روز فائدہ اُٹھاتا ہوں - ابھی پچھلے دنوں میں مجھے ایک سفر کرنا پڑا ہے - جس سے مجھے اس قدر فائدہ پہونچا ہے کہ میں بیان ہی نہیں کر سکتا - بعض ایسی چیزیں میرے سامنے آئیں کہ ان میں میں نے خود خدا کو دیکھا بعض ایسے وجود میں نے دیکھے ہیں کہ وہ خود خدا کا ثبوت تھے - اور خدا کی ہستی کو ثابت کر رہے تھے - غرض کہ بے شمار فوائد تھے کہ اگر ایک ایک کو لکھنے بیٹھوں تو شائد دفتروں کے دفتر لکھنے پڑیں لیکن باوجود اس کے میں چاہتا ہوں کہ اپنے سفر کا ایک مختصر حال لکھوں شائد کوئی سعید روح اس سے فائدہ اُٹھائے اور میں بھی ثواب کا مستحق ٹھیروں - اتفاقات کی بات ہے کہ بعض دنوں میں تو کئی کئی مہینہ تک باہر نکلنا مشکل ہوتا ہے اور بعض دنوں میں خدا کی قدرت ایسے سامان مہیا کرتی ہے کہ مجبوراً مختلف جگہوں میں یکے بعد دیگرے پھرنا پڑتا ہے لاہور میں بارہ وفات کا جلسہ تھا مکرمی خواجہ کمال الدین صاحب نے مجھے اس موقعہ پر آنے کے لئے فرمایا اور حضرت خلیفۃ المسیح سے بھی اجازت طلب کی اور آپ کی اجازت پر میرا ارادہ ہوا کہ دو یا تین اپریل کو یہاں سے روانہ لاہور ہوں گا - اتنے میں والدہ ماجدہ کا ارادہ دہلی جانے کا ہوا اور دہلی سے میر قاسم علی صاحب نے خط لکھا کہ میں بھی وہاں جاؤں اور یہ بات اس کی محرک ہوئی کہ میں دو یا تین کو یہاں سے چلنے کی بجائے غالباً اٹھائیس تاریخ کو یہاں سے روانہ ہوا چونکہ والدہ صاحبہ حضرت اُم المومنین نے کپورتھلہ میں ٹھیرنا تھا اس لئے میں بھی سیدھا کپورتھلہ ساتھ گیا اور وہاں سے پھر لاہور آنے کا ارادہ کیا - چنانچہ اسی دن شام کو چار بجے کے قریب ہم کپورتھلہ پہونچے - یہ وہ جگہ ہے - کہ جہاں حضرت اقدس مسیح موعود کا بھی کچھ مدت قیام رہا ہے - خدا تعالیٰ کی قدرت ہے کہ خاص خاص جگہوں میں خاص خاص خصوصیتیں ہوتی ہیں - کپورتھلہ کی مٹی میں خدا تعالےٰ نے وہ اثر رکھا ہے کہ جس قدر یہاں لوگ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں - کسی دلیل کسی معجزہ کسی نشان کی وجہ سے نہیں ہوئے ورنہ انہیں کسی کشف و کرامت کی ضرورت ہے کہ ان کے ایمان کو قائم رکھے - بڑے سے بڑا ابتلاء ہو اور کیسا ہی سخت امتحان ہو ان لوگوں پر خدا کا کچھ ایسا فضل ہے کہ ان کا پائے ثبات ذرہ بھی لغزش نہیں کھاتا - اور اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کی معجزانہ زندگی کو دیکھ کر آپ کی بیعت ہی نہیں کی - بلکہ عشق پیدا کیا ہے اور یہاں تک ترقی کی ہے - کہ لیلیٰ را بچشم مجنوں باید دید کا معاملہ ہو گیا ہے ان لوگوں نے اس خدا کے مرسل کی زندگی کو دیکھ لیا ہے - کہ وہ کیسی پاک اور صاف تھی اور مشاہدہ کر لیا ہے کہ وہ گناہوں سے کیسا پاک تھا پس اب جو کچھ ہو - کوئی بات ان کے ایمان کے خلاف نہیں ہوتی - ان کے ہاتھ میں وہ دلیل آگئی ہے کہ اسے کوئی توڑ ہی نہیں سکتا اور وہ یہ کہ کیا ایسا راستباز آدمی خدا پر جھوٹ بول سکتا ہے اور یہ ایک ایسی پکی بات ہے کہ اس کا توڑنا ہر انسان کی طاقت سے باہر ہے قرآن شریف نے بھی "لبثت فیکم عمراً" کے ایک چھوٹے سے جملہ سے آنحضرت کی سچائی کا نقشہ کھینچ دیا ہے وہی محبت اور اخلاص کا رنگ اس جماعت نے بھی اپنے دل پر کھینچا ہے - چنانچہ اس جماعت کے ایک بزرگ کی نسبت حضرت صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ مجھے یہ تو خطرہ نہیں کہ انہیں کبھی میری وجہ سے کوئی ابتلاء آئے گا۔ ہاں یہ ڈر ہے کہ محبت کے جوش میں حد سے نہ بڑھ جاویں چنانچہ ان کا یہی اخلاص اور محبت ہی حضرت صاحب کو وہاں کھینچ کر لے گیا اور یہی ہمیں بھی وہاں لے گیا ہے - یہ قاعدہ کی بات ہے - کہ جس شخص سے محبت ہے اس کے متعلقین سے بھی قدرتاً محبت ہوتی ہے اسی لئے سچی دوستی کی نشانی یہی سمجھی گئی ہے کہ ایک دوست دوسرے دوست کے مال و جان اور عزیز و اقارب کا اسی طرح محافظ ہو اور چاہنے والا ہو جیسے کہ وہ اپنے مال و جان کی حفاظت کرتا اور اپنے عزیز و اقارب کو چاہتا ہے - پس وہ شخص جس کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر یہ اقرار کیا ہو کہ ہم تجھ سے تمام دنیا کے رشتوں اور دوستیوں سے بڑھ کر سلوک کریں گے - اس کی ہر ایک چیز کیوں پیاری نہ ہو - غالباً یہی وجہ ہے - کہ اس جماعت کو ہم سے ایک خاص

محبت اور اخلاص سے ہے بلکہ میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ محض اخلاص ہی اخلاص ہے اور نفسانی خواہشیں ان میں بالکل نہیں۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ حضرت صاحب نے ایک موقعہ پر ان کو لکھا۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ لوگ قیامت کو بھی میرے ساتھ ہوں گے۔ کیونکہ دنیا میں بھی آپ نے میرا ساتھ دیا ہے۔ اس جگہ میں نے کامل ایمان کے کئی نمونہ دیکھے اور سنے۔ لیکن ایک بات نے تو مجھ پر وہ اثر کیا۔ کہ میری شرح کو قول بلیٰ یاد آگیا اور اگرچہ اس کا لکھنا شائد عام لوگوں کے لئے مفید ثابت نہو لیکن بعض با مذاق لوگوں کے لئے جن کو خاص ذوقی بات عام دلائل سے زیادہ فائدہ مند ہوئی ہے۔ شائد مفید ثابت ہو۔ منشی محمد اروڑا صاحب جو حضرت صاحب کے نہائت پرانے مریدین سے ہیں اور حضرت اقدسؑ سے خاص محبت جو شائد دوسری جگہ بہت کم ملے رکھتے ہیں۔ انہوں نے سنایا کہ ایک دفعہ حضرت اقدسؑ نے مجھ سے پوچھا کہ سب لوگ دعا کے لئے کہتے ہیں اور آپ بالکل نہیں کہتے اس کی کیا وجہ ہے۔ انھوں نے جواب دیا کہ مجھے کہنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ میں آپ خداتعالیٰ سے مانگ لیتا ہوں اور اس وقت آپ پر اس کے احسانات اور کرم ہیں ان کو زیر نظر رکھ لیتا ہوں اور وہ کام خود بخود ہو جاتا ہے۔ پھر اس سے ایک تو ان کے ایمان پر خیال گیا۔ کہ کیا ایمان ہے اور خداتعالیٰ کے رحموں پر کس قدر بہروسہ ہے اور دوسرے خود حضرت اقدس کی سچائی پر کیا ایمان ہے اور دوسری طرف میرا خیال حضرت ابراہیم کی طرف گیا۔ چونکہ وہ ایک عظیم الشان نبی تھے اس لئے انہوں نے بھی ایمان کا اس قسم کا ایک نمونہ دکھایا ہے جو کہ ان کی طہارت نفس کی وجہ سے بہت ارفع ہے کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت جبرائیل آپ کے پاس آئے اور کہا کہ کچھ خواہش ہو تو فرمائیے۔ آپ نے نہائت بے توجہی سے جواب دیا کہ کچھ نہیں میری تم سے کچھ غرض نہیں انہوں نے دوبارہ کہا کہ خداتعالیٰ سے۔۔ کچھ پیغام ہے انھوں نے جواب دیا مجھے کوئی واسطہ پسند نہیں انہوں نے سہ بارہ کہا کہ اچھا تو دعا کیجئے آپ نے جواب دیا۔ کہ وہ آپ نہیں دیکھتا۔ جو میں اسے سناؤں کہ میرا کیا حال ہے۔ سبحان اللہ کیسا ایمان ہے۔ اور کیسا غنا ہے اسی کا نتیجہ ہے۔ کہ قرآن شریف میں جہاں حضرت ابراہیم کا کچھ ذکر آئے وہیں قرآن شریف کی عبارت محبت سے بھری ہوئی معلوم ہوتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ محب اپنے محبوب کا ذکر کر رہا ہے خیر بات لمبی ہوتی ہے اس لئے میں اور زیادہ واقعات نہیں لکھتا۔ کیونکہ اور بہت کچھ سنانا ہے یہاں کی بعض قابل دید عمارات بھی دیکھیں اور ایک چھوٹی سی ندی جو نظارۂ قدرت کو عجیب طرح خوبصورت کر کے دکھاتی ہے وہ بھی دیکھی۔ یہاں کے راجہ صاحب کو سیر و سیاحت کا بہت شوق ہے اور وہ جس ملک میں جاتے ہیں وہاں کی کچھ چیزیں لا کر اپنے ہاں رکھتے ہیں۔ اگر وہ اس سے ایک ناصح کا کام لیویں۔ تو میرے خیال میں کئی واعظ وہ کام نہیں کر سکتے جو وہ بے جان چیزیں کر سکتی ہیں۔ یہاں بعض غیر احمدی صاحبان بھی ملاقات کو آئے۔ جنمیں سے ایک صاحب اہل ہنود میں سے تھے۔ جو وہاں مختاری کا کام کرتے ہیں اور انہوں نے لیکچر کے لئے کہا لیکن چونکہ میں نے دوسرے ہی دن لاہور جانا تھا اس لئے زیادہ ٹھیرنا مشکل تھا۔ دوسرے دن میں لاہور کی طرف روانہ ہوا اور والدہ صاحبہ دہلی کی طرف۔ دو تاریخ کو میں لاہور پہنچا اور برادرم مکرم ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے مکان پر ٹھیرا۔ تیسرے دن یعنے چار تاریخ کو لیکچر شروع ہوئے۔ لاہور کے بہت سے معززین جلسہ میں آئے تھے جس سے معلوم ہوا کہ خداتعالیٰ اندر ہی اندر لوگوں کے دلوں کو اس طرف پھیر رہا ہے ورنہ ایک دن وہ تھا کہ خود حضرت اقدس کی تحریر سے لوگ بھاگتے تھے اور آج آپ کے خدام کی باتوں کو غور سے سنتے ہیں یہی وہ لاہور ہے کہ جہاں آپ کی وفات کے وقت دشمنوں نے وہ شور مچایا کہ الامان! نعوذ باللہ آپ کا جھوٹا جنازہ نکالا گیا اور اس کی ہتک کی گئی لیکن شہر کے رؤسا میں سے ایک کا دل بھی اس طرف متوجہ نہ ہوا کہ یہ بات شرافت سے کہاں تک بعید ہے بلکہ بعض مولوی اور رئیس تو خود شہ دیتے تھے کہ بدمعاش آدمی وہاں جا کر ایسی حرکتیں کریں جو کچھ حضرۃ اقدس کی تعلیم تھی وہ بدلی نہیں اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی جو کچھ آپ نے فرمایا۔ ہمارا ایمان ہے کہ وہ خدا اور رسول کے حکم کے مطابق فرمایا اور اس لئے آپ کی تعلیم کا ایک ایک شوشہ اٹل ہے۔ ہم وہی ہیں جو پہلے تھے۔ لیکن خدا کا زبردست ہاتھ دنیا کو اپنے سلسلہ کی طرف کھینچ رہا ہے وہی لوگ ہیں وہی تعلیم ہے وہی خیالات ہیں وہی عمل ہیں ہاں اگر فرق ہے تو یہ کہ وہ محسود وجود نہیں رہا۔ اے اندھی دنیا! تو خدا کے برگزیدہ کا مقابلہ کر کے اور ان سے حسد کر کے کیوں ہلاکت کے گڑھے میں پڑتی ہے۔ تجھ پر افسوس اور کتنے ہی افسوس۔ خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا۔ شہر کے بہت سے رؤسا اس موقعہ پر آئے تھے اور ان میں سے بعض اس سلسلہ کے سخت معاندین میں سے تھے۔ لیکن عام طور پر سب پر اثر نیک ہوا اور سب نے معلوم کر لیا کہ اگر اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت کرنے والا کوئی گروہ ہے تو وہ یہی فرقہ ہے اس دن کی کارروائی نہائت عمدگی سے ختم ہوئی۔ دوسرے دن بھی اچھی رونق تھی۔ میرا لیکچر بارہ وفات پر تھا۔ جو کہ انشاء اللہ تعالیٰ رسالہ تشحیذ الاذہان میں چھپ کر شائع ہو جاویگا اس جگہ پر اس کے لکھنے کی ضرورت نہیں اس دن بھی لوگوں پر بہت نیک اثر ہوا اور ان کے دلوں سے وہ وحشت جو ہم سے رکھتے تھے کچھ دور ہوئی۔ جلسہ کے ختم ہونے کے تھوڑی ہی دیر بعد میں دہلی کو روانہ ہوا اور صبح آٹھ بجے کے قریب وہاں پہنچ گیا۔ یہی وہ شہر ہے کہ جس سے حضرت اقدس کی مخالفت نے اول ہی اول خطرناک صورت اختیار کی اور جہاں سے مشہور مولوی نذیر حسین کے فتوے نے مسلمانوں میں مخالفت کا ایک عام جوش بھڑکا دیا۔ مگر باوجود اس کے حضرت اقدس کو اس شہر سے ایک خاص انس رہا ہے آپ بارہا فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں امید کرتا ہوں۔ کہ دہلی کے وفات یافتہ بزرگوں کی روحیں ایک دن ضرور جوش میں آئینگی اور ان کی تڑپ سے یہ لوگ ہدائت پائیں گے۔ آپ فرماتے تھے کہ وہ شہر جہاں اس قدر اولیاء اور بزرگ دفن ہیں کہ جن کی تعداد زندوں سے بڑھ گئی ہے کیا اس کے باشندوں کو خدا ہدائت کے بغیر چھوڑ دیگا غرض ایسے شہر میں آنا میرے لئے ایک عجیب بات تھی اور کئی کیفیتیں پیدا کر رہی تھی۔ میں اس شہر میں جاتا ہوں۔ جس کے لوگوں نے سب شہروں سے زیادہ حضرت اقدس کا مقابلہ کیا۔ جنمیں سوائے ایک دو آدمیوں کے کسی نے آپ کی سچائی کو قبول نہ کیا۔ جس کے باشندوں نے آپ کے قتل کرنے کی ٹھانی۔ جنھوں نے آپ کو کافر قرار دینے میں سب سے پیش قدمی کی اور پھر باوجود اس کے جس شہر سے حضرت مسیح موعود کو محبت تھی جسکی نسبت میں آپ کا فیصلہ ایک مدت پہلے سے آپ کی زبان سے سن چکا تھا۔ میرے سامنے ایک طرف تو قبروں کا وہ سلسلہ تھا کہ جسمیں بڑے بڑے اولیاء مدفون تھے اور بڑے بڑے اقطاب و غوث امن کی نیند سو رہے تھے۔ اور دوسری طرف وہ لوگ نظر آتے تھے۔ کہ جن کو خدا اور رسول سے کچھ تعلق ہی نہیں اور جو ہر وقت دنیا کے دہندوں میں پھنسے ہوئے دکھ اور تکلیفیں اٹھا رہے ہیں ایک طرف تو مجھے وہ لوگ نظر آتے تھے جو قبروں میں ہوشیار اور مرنے کے بعد زندہ ہیں اور ایک طرف وہ لوگ جو باوجود آنکھیں کھلی ہونے کے بے ہوش اور باوجود زندہ ہونے کے مردہ تھے۔ ایک طرف تو وہ گروہ تھا۔ جنھوں نے اپنی زندگی ہی میں اپنے آپ کو مار کر اور دنیا کو زندہ کر دیا۔ مگر دوسری طرف وہ جماعت تھی۔ کہ جنھوں نے باوجود مردہ ہونے کے اپنے آپ کو زندہ سمجھا اور اپنے فائدہ کی خاطر اور لوگوں کو بھی ہلاک کیا۔ غرض کہ دہلی کا ایک ایک آدمی اور ایک ایک مکان اور ایک ایک گلی اور ایک ایک مقبرہ اور ایک ایک خانقاہ اور ایک ایک مسجد الگ شان خدا نمائی رکھتی تھی جو میرے دل پر اثر کئے بغیر نہیں رہتی تھی غرض بہت سی مختلف کیفیتیں میرے دل میں پیدا ہوتیں۔ میرے وہاں پہونچنے پر معلوم ہوا کہ میر قاسم علی صاحب نے جو ایک پرجوش اور مخلص احمدی ہیں۔ دہلی میں میرا کوئی لیکچر کرانے کی بھی تجویز کی ہوئی ہے۔ چونکہ میں نے وہاں صرف ایک دو دن ہی ٹھیرنا تھا اس لئے ہفتہ کی رات کو لکچر قرار دیا۔ اور مضمون "اسلام اور آریہ مذہب" قرار پایا۔ جمعرات کو ہم سب لوگ نظام الدین اولیاء، ہمایوں بادشاہ منصور اور خواجہ قطب الدین صاحب کے مقابر دیکھنے کے لئے روانہ ہوئے۔ سب سے پہلے تو وہ قلعہ دیکھا۔ کہ جہاں لودہی خاندان کے بادشاہ رہا کرتے تھے اور جہاں ہمایوں بادشاہ نے بھی اپنی جائے رہائش بنائی تھی۔ یہ قلعہ بذات خود ایک عبرت کا مقام ہے بلکہ نہائت ہی عبرت کا مقام ہے۔ کیونکہ یا تو کسی وقت اسکی وہ

شان و شوکت تھی۔ کہ ہندوستان کے عظیم الشان بادشاہ اس مین رہتے تھے اور یہ ان کا عشرتکدہ تھا۔ لیکن آج یہ حالت ہے کہ وہ فصیل جو سخت خطرناک اور طاقتور دشمنون کی روک تھام کے لئے بنائی گئی تھی اب نہائت شکستہ حالت مین ہے۔ پتھر گرے ہوئے ہین کہین تو بہت ہی گری ہوئی ہے اور کہین ذرا اچھی حالت مین ہے لیکن پھر بھی اتنا ضرور ہے کہ دیوار کی چوڑائی نصف سے بھی کم رہگئی ہے۔ کیونکہ بہت کثرت کے ساتھ پتھر گر گئے ہین۔ خیر یہ تو باہر کی حالت ہوئی اندر کا نظارہ اس سے بھی زیادہ عبرتناک ہے یعنے وہ قلعہ جہان وہ لوگ رہتے تھے کہ جن کے آگے بڑے بڑے بادشاہون کے سر جھکتے تھے اس مین اب گوجر لوگ رہتے ہین کوئی زمانہ ایسا ہوگا کہ اس قلعہ کی صفائی کا ایسا خیال رکھا جاتا ہوگا۔ کہ ایک تنکا تک نظر نہ آتا ہوگا۔ مگر آج تو یہ حالت ہے۔ کہ جابجا گوبر کے ڈھیر لگے ہوئے ہین۔ اور جگہ جگہ پر مویشی بندھے ہوئے ہین۔ سوائے چند تاریخی عمارات کے سب عمارتین مسمار ہین اور ان کے ملبہ سے اون گوجرون نے اپنے رہائشی مکان بنائے ہین۔ سبحان اللہ! وہی ملبہ جس کے اٹھانے کے لئے انہی لوگون کے باپ دادا ہزار کوشش کرتے ہون گے اور شاہی مزدورون مین داخل ہونا چاہتے ہون گے۔ آج یہ لوگ اس کے مالک بنے ہین اور وہ جگہ جس مین داخل ہونے کے لئے بڑے بڑے راجون مہاراجون کو ہیبتون وزیرون امیرون کی منت سماجت کرنی پڑتی ہوگی آج اس جگہ پر گویا ان گوجرون کا قبضہ ہے۔ اس قلعہ مین ایک عالیشان مسجد بھی ہے۔ جس کے صحن مین ایک حوض بنا ہوا ہے مگر بالکل خشک رہتا ہے۔ مسجد تمام اعلےٰ قسم کے سنگ سرخ کی ہے اور جگہ جگہ اعلےٰ قسم کے نقوش ہو رہے ہین اس کے علاوہ اس قلعہ مین وہ برج بھی کھڑا ہے کہ جس پر سے ہمایون بادشاہ گرا تھا یہ ایک چھوٹا سا گول سا برج ہے ستارون کی گردش دیکھنے کے لئے بنایا گیا تھا۔ یہ بھی سنگ سرخ کا ہے۔ پتھر ہی کا زینہ ہے اور جس زینہ پر سے ہمایون کا پاؤن پھسلا تھا وہان سیڑھی کاٹ کر نشان بنایا ہوا ہے۔ جو کہ ایسا خطرناک ہے۔ کہ مجھے خوف ہے۔ کہ کسی وقت کسی ناواقف سیاح کے ساتھ وہان ہمایون سا ہی واقعہ پیش نہ آئے۔ خیر ان چیزون کو دیکھتے ہوئے اور خدا کی قدرت پر تعجب کرتے ہوئے ہم آگے روانہ ہوئے۔ تھوڑے ہی فاصلہ پر ہمایون بادشاہ کا مقبرہ تھا جو نہائت خوبصورت بنا ہوا ہے اور پرانے بادشاہون کی شان و شوکت پر دلیل ہے اس کو دیکھا اور آگے چلے اب جس چیز کے دیکھنے کا ارادہ تھا۔ یہ کوئی دنیاوی بادشاہ کا مقبرہ نہ تھا اور نہ ہی کوئی شاہی عمارت تھی نہ کوئی پرانا قلعہ تھا۔ بلکہ یہ ایک نہائت برگزیدہ انسان کا مزار تھا۔ جس نے اپنے زہد اپنے تقویٰ اپنی پرہیزگاری اور اپنے اخلاص اور محبت آلہی کی وجہ سے محبوب الٰہی کا لقب حاصل کیا تھا اس مین کچھ شک نہین کہ آپ فوت ہو گئے لیکن اسمین بھی کوئی کلام نہین۔ کہ آپ لاکھون نہین کروڑون زندون سے

بڑھ کے زندہ ہین آپنے قرب الٰہی سے وہ درجہ حاصل کیا کہ خدا نے آپکے لئے موت حرام کردی۔ میرا مطلب ان بزرگ سے حضرت نظام الدین اولیاء سے ہے۔ والد صاحب حضرت مسیح موعود کو بھی آپ سے ایک خاص انس تھا بلکہ آپ ان کے حجرہ مین بھی تشریف لے گئے تھے اور وہان دعا بھی مانگی تھی۔ غرض آپ کے مقبرے کی سیر کرتے ہوئے دل مین بار بار جوش آتا تھا۔ کہ ایک تو وہ بادشاہ ہے کہ جس کے آگے شاہان زمان کے سر جھکتے تھے۔ اور ان کی قبر گو کیسی عالیشان عمارت کے نیچے ہے مگر ویران اور ایک یہ فقیر ولی اللہ ہین۔ کہ گو بادشاہ ہمایون سے بھی پہلے گزرے ہین لیکن اب تک ان کے مقبرہ پر وہ رونق ہے۔ کہ ایک گاؤن کا گاؤن بسا ہوا ہے۔ خواہ کم فہم لوگ آپ کی قبر کی زیارت کو کسی غرض کے لئے ہی آئین لیکن وہ جو دعائین مانگ جاتے ہین اس کا ثواب تو بہرحال آپ کو مل ہی رہتا ہوگا اس جگہ مشہور شاعر خسرو کے مزار کو بھی دیکھا۔ یہ بھی حضرت نظام الدین صاحب کے خلفاء مین سے تھے ایک اور چیز جو یہان عجیب دیکھی وہ دنیا طلبی کا ایک نقشہ تھا یعنے یہان ایک باولی ہے جس کے ایک طرف ایک دیوار چلی جاتی ہے جو قریباً پچاس فٹ اونچی ہوگی اتنی بڑی اونچائی پر سے چند لڑکے کچھ پیسے لے کر کودتے ہین اور ان کا یہی پیشہ ہے انسان کے لئے یہ تدبر کا مقام ہے کہ دو چار پیسون کے لئے ایک لڑکا پچاس فٹ اونچا جاتا ہے اور پھر زور سے پانی مین کود پڑتا ہے اور پھر اپنے آپکو بچانے کے لئے تیر کر باہر آتا ہے اور یہ سب کچھ کس لئے چند پیسون کے لئے تو پھر وہ ہزارون ہزار احسانات جو خدا انسان پر کرتا ہے اور وہ بے شمار انعامات کہ جن کا وعدہ کرتا ہے ان کے بدلہ مین غافل انسان ایک پتہ تک نہین توڑنا چاہتا۔ افسوس افسوس! دنیا کی کچھ ایسی حالت ہو رہی ہے کہ یون تو ایک کام کو لوگ تفریحاً روز کرتے رہین گے لیکن اگر خدا کی طرف سے حکم آجاوے کہ یون ضرور کیا کرو تو بہت سے آدمی فوراً اس کام کو چھوڑ دین اور سو سو بہانہ بنانے کے لئے تیار ہو جاوین۔ خیر اس جگہ کی سیر کرکے ہم آگے روانہ ہوتے اور منصور کے مقبرہ کی سیر کی۔ یہ مقبرہ نواب منصور علی خان صفدر جنگ کا ہے ایک تو وہ زمانہ تھا۔ کہ مسلمان ہر بات مین کمال رکھتے تھے مگر آج وہ زمانہ ہے کہ جس بات مین دیکھو زوال ہی زوال ہے نہ علوم و فنون کا شوق ہے نہ صنعت و حرفت کا نہ انجنیری مین دخل ہے تو نہ زراعت و باغبانی سے واقفیت ہر بات مین اپنے ہمعصرون سے پیچھے ہی چلے جاتے ہین اور یہ سب اس کا نتیجہ ہے کہ خدا کو چھوڑ بیٹھے ہین۔ جس کی وجہ سے خدا انہین چھوڑ بیٹھا ہے ورنہ اس قدر جلدی اس حالت سے اس حالت تک پہونچنے سے کیا مطلب۔ افسوس کہ اب بھی اس موقعہ کو ہاتھ سے دے رہے ہین اور وقت سے کچھ فائدہ نہین اٹھاتے۔ قصہ کوتاہ ہم اس جگہ سے چل کر آگے چلے اب جو جگہ دیکھنے کے قابل آئی تھی وہ قطب مینار تھی جس کے رستہ مین حضرت صاحب کو پچھلی دفعہ نہائت مبارک اور

مبشر الہام ہوا۔ یعنے دست تو دعائے تو ترحم از خدا۔ راستہ مین سڑک کے کنارہ پر دو مقبرہ ہین۔ جن کا نام بیوی باندی کا مقبرہ مشہور ہے جو باندی کا ہے وہ تو بڑا ہے اور جو بیوی کا ہے وہ بہت چھوٹا سا ہے اور اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ ایک لونڈی تھی جو اپنی بیوی کو بہت پیاری تھی تو میان نے بیوی کے لحاظ سے اس کا مقبرہ خوب اچھی طرح بنوایا لیکن جب وہ بیوی مری تو اس کا مقبرہ بہت چھوٹا سا بنوا دیا۔ کیونکہ اس سے کچھ محبت نہ تھی بلکہ کسی قسم کا لحاظ تھا۔ جب لحاظ نہ رہا تو اب کسی دکھاوے کی کیا ضرورت رہی۔ یہ واقعہ بھی بڑی عبرت کے قابل ہے۔ والد صاحب حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے۔ کہ جب آپکے والد فوت ہوئے تو آپکے بڑے بھائی کے رعب سے بہت لوگ ان کی وفات پر اظہار افسوس کرنے آئے۔ لیکن جب وہ خود فوت ہوئے۔ تو چونکہ حضرت صاحب کا دنیاداری سے کچھ تعلق نہ تھا اور لوگ آپکا اس قسم کا رعب نہ مانتے تھے کوئی پوچھنے تک بھی نہین آیا کہ کیا حال ہے اور یہ واقعات ہمارے سامنے روز ہوتے ہین۔ کوئی اچنبھے کی بات نہین ہم روزمرہ دیکھتے ہین کہ ایک معزز شخص کی زندگی مین تو اگر ان کے نوکر کو بھی پھوڑا پھنسی نکل آوے تو بڑے بڑے معززین دوستی اور محبت جتلانے کے لئے فوراً آحاضر ہوتے ہین کہ سنا ہے۔ کہ آپکے نوکر کو یہ تکلیف ہوگئی ہے۔ ہمین سن کر بہت صدمہ ہوا بڑا وفادار نوکر ہے اور اس قسم کی سو سو باتین بناتے ہین لیکن اگر اس کا سایہ اٹھ جاوے تو اگر اس کا اکلوتا بیٹا بھی دکھ اور مصیبت مین ہو۔ اور تکلیفون نے اس کی کمر بھی توڑ دی ہو۔ تب بھی کچھ توجہ نہین ہوتی یا تو محبت کے دعوے ہوتے ہین یا ایک ذرا سی مدت مین بات نفرت اور حقارت تک پہونچ جاتی ہے۔ مگر یہ انہی لوگون کی بات ہے۔ کہ جن کے دل نور ایمان سے خالی ہوتے ہین اور دنیا طلبی اُن کے خمیر مین ہوتی ہے جن کو اس شخص سے محبت نہین ہوتی بلکہ اس کو جاہ و جلال سے ہوتی ہے ورنہ مجنون کو تو سگ لیلیٰ تک بھی پیارا تھا۔ تو لیلیٰ کی محبت تو خود سمجھ مین آسکتی ہے۔ واقعی سچی محبت اور اخلاص تو پھر وسے پہچانا جاتا ہے۔ دیکھو آنحضرت کی زندگی کیسی پاک تھی حاتم طائی کوئی بزرگ انسان نہ تھا نہ اولیاء و ابرار مین سے تھا۔ اس مین ایک نیک صفت سخاوت کی تھی۔ اس کی قوم نے آنحضرت کو بہت تکلیفین دین بلکہ بعض تو اس قوم کے آدمی آنحضرت کی وفات تک مسلمان نہین ہوئے اور حضرت عمر نے جب دمشق فتح کیا ہے تب جا کر مسلمان ہوئے۔ آپ کے پاس حاتم طائی کے قبیلہ کے بہت سے زن و مرد ایک لڑائی کے بعد قید ہو کر آئے آپنے ان لوگون مین حاتم طائی کی بیٹی کو بھی دیکھا۔ تو فرمایا کہ مین برداشت نہین کر سکتا۔ کہ حاتم جیسے آدمی کی بیٹی قید مین ہو اور آپنے حکم دیا کہ اسے فوراً چھوڑ دیا جاوے مگر اس نے انکار کیا اور کہا کہ جب تک میری قوم کے لوگ نہ چھوٹین۔ مین بھی آزاد ہونا نہین چاہتی۔ آپنے اس بات پر سب کو چھوڑ دیا۔ یہ کیا تھا وہی محبت تھی۔ جو سخاوت کی وجہ سے

آپ کو حاتم طائی سے ہی جس نے اس کے مرنے کے بعد جبکہ اس کا کوئی لحاظ نہ تہا۔ آن حضرت کو مجبور کیا کہ اس کی لڑکی بلکہ اس کی کل قوم چھوڑ دین اور قید غلامی سے آزاد کر دین اور صرف آنحضرت کی یہین تک نیکی نہ تہی آپ کا پاک اثر آپکے گذر کر صحابہ پر بہی جا پڑا تہا (کاش میری قوم بہی اسی رنگ سے رنگین ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے غلام مسیح موعود کے نیک صفات سے حصہ لے ۔ آمین) چنانچہ ایک موقعہ پر جبکہ ایک عیسائیون کی قوم قید ہو کر آئی تو اس کے بادشاہ کی لڑکی بہی اون قیدیون مین تہی جو ایک ادنیٰ صحابی کے قبضہ مین آئی اسے یہ بات ناپسند ہوئی ۔ آنحضرتؐ سے درد دل بیان کیا آپنے اسے آزاد کروا دیا اوس کے باپ کو خبر ہوئی تو صدق دل سے مسلمان ہوا ۔ اور اپنی لڑکی کو ازواج مطہرات مین داخل کرنے کی خواہش ظاہر فرمائی ۔ آن حضرت ابہی مشش و پنج مین تہے کہ لشکر مین یہ خبر پہیل گئی صحابہ نے اپنی محبت کے جوش مین سب قوم کی قوم کو آزاد کر دیا کہ آنحضرت کی بیوی کی قوم کے لوگ ہمارے غلام نہین رہ سکتے آپنے بہی اس خبر کو سن کر اس سے بیاہ کر لیا ۔ غرض کہ نیک لوگون کی محبت نہایت بے غرضانہ ہوتی ہے ہان جن کے دلون مین کہوٹ ہو ان کی محبت بہی نفرت سے بہری ہوتی ہے اتنا فائدہ ضرور ہوتا ہے کہ ہر ایک شخص اس سے یہ فائدہ اٹہا سکتا ہے کہ اصل تعلق خدا سے پیدا کرے کیونکہ اس پر تو فنا نہین نہ تو وہ فوت ہوگا نہ اس کی عظمت دشان جاتی رہے گی کہ دنیا کو اس انسان سے بے رخی کرنے کا موقعہ ملے بیشک ایک آقا فوت ہو سکتا ہے ایک سردار کی اپنی عظمت جا سکتی ہے ایک باپ پر قضاء الٰہی کام کرتی ہے ۔ ایک بہائی کو یہ دنیا چہوڑنی پڑتی ہے ایک دوست بہی ہمیشہ زندہ نہیں رہتا لیکن خدا تعالیٰ ان تمام باتون سے پاک ہے نہ وہ مرتا ہے نہ اس کی عظمت کم ہوتی ہے اس لئے جو اس کا دوست بنے اور اس سے تعلق رکہے دنیا اس وجہ سے ظلم نہین کر سکتی کہ اب وہ جس کے باعث اس کا لحاظ تہا نہین رہا تو اب اس کا کیا لحاظ ۔ بات بڑہ گئی ۔ مگر میرا مطلب تو نصیحت سے ہے اگر کوئی فائدہ اٹہائے تو فبہا ورنہ میرا کچھ نقصان نہین بلکہ خود اس کا نقصان ہے ۔ مین تو اس نصیحت کئے بغیر نہین رہ سکتا کہ اے میرے بہائیو! خواہ وہ مجھ سے چہوٹے ہو کہ بڑے جس سے محبت کرو سچی کرو ۔ موہنہ دیکہے کی محبت نہ ہو ۔ کیونکہ جو انسان سے سچی محبت نہین کر سکتا کبہی ممکن ہی نہین کہ خدا تعالیٰ سے سچی محبت کر سکے ۔ الغرض ہم قطب مینار پر پہونچے ۔ یہ دنیا کی بے نظیر عمارتون مین سے ہے اس سے اونچی اور کوئی عمارت نہین ۔ اس کے سات کہنڈ مین اب صرف پانچ رہ گئے ہین نیچے کا کہنڈ سلطان شہاب الدین غوری کے زمانہ مین قطب الدین ایبک نے بنایا ہے اور باقی اوپر کے کہنڈ سلطان شمس الدین التمش نے بنائے ہین ۔ یہ ایک مسجد کا کہنڈ ہے اس جگہ پر ایک مسجد بنانے کی تجویز تہی لیکن اس قدر لمبے پیمانہ پر شروع کی گئی تہی کہ نا مکمل ہی رہی اس مینار کو دیکہ کر حیرت ہوتی ہے کہ اس قدر اونچا مینار کس طرح بنایا گیا ۔ یورپین سیاح بہی دیکہ کر سخت حیران ہوتے ہین ہمارا تو بے اختیار سبحان اللہ کہنے کو دل چاہتا ہے کہ وہ عرب کا رہنے والا انسان جسکی نسبت حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ اسے بعض اوقات فاقہ تک گزر جاتا ہے ایسا پاک اور خدا رسیدہ انسان تہا اس کے وجود مین خدا نے ایسی برکتین پوشیدہ رکہی تہین کہ خدا نے اسے گمنامی کے مقام سے نکال کر اسے اونچے مقام پر کہڑا کیا کہ اس کے غلامون کے غلامون نے آپکے نام کو ہندوستان جیسے بت پرست ملک مین آ کر پہیلایا اور انکی کوششون سے ہزارون نہین لاکہون بلکہ کروڑون مشرکون نے ہندوستان مین بیٹہے ہوئے لا الہ الا اللہ کے نعرے مارے اور جن کے وجود سے ہندوستان مین ہزارون مساجد تیار ہوئین چنانچہ یہ مینار ایسی ہی یادگار ہے اگرچہ اس مینار سے اونچے دو اور مینار ہین ۔ ایک مصر مین اور ایک اٹلی مین لیکن جو خوبی اور صفائی اسمین ہے وہ اور کسی مین نہین اس کے پاس ایک اور چہوٹی سی لاٹہ ہے یہ لوہے کی بنی ہوئی ہے اور ہندوؤن کے زمانہ کی ہے اور ایک مندر کے صحن مین ہے جو خود خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایک دلیل ہے کیونکہ اب اس کی بعض دیوارون پر بڑے جلی حروف مین لا الہ الا اللہ نظر آتا ہے ) یہان سے ہم گئے خواجہ قطب الدین صاحب کے مزار پر گئے جو کہ خواجہ معین الدین چشتی کے خلیفہ گزرے ہین ان بزرگون پر خدا کے لاکہون لاکہ فضل ہون ہندوستان مین اسلام پہیلانے کا ذریعہ یہی لوگ ہوئے ہین اس وقت جبکہ اسلام کے نام سے ہندو متنفر تہے اور وحشی جانور کی طرح دور بہاگتے تہے انہون نے اپنے تقوی زہد ۔ عبادت نیک نیتی اور بے نفسی کی وجہ سے انہین رام کیا اور ہزارون ہزار مخلوق کو اپنی طرف کہینچ لیا اور دائرہ اسلام مین داخل کیا ۔ جزاہم اللہ احسن الجزا ۔ ان لوگون کے حالات ... پڑہ کے دل مین ایک عجیب کیفیت پیدا ہوتی ہے ۔ کوئی خواہش نہین کوئی غرض نہین بس خدا کے لئے انہون نے زندگی مین اپنے اوپر موت قبول کی مگر پہر زندگی بہی وہ ملی کہ اسے کوئی ختم ہی نہین کر سکتا ان کی وجہ سے جو ہزارون لاکہون آدمیون نے ہدایت پائی حدیث صحیح کے مطابق وہ اور ان کی اولاد جو نیک عمل کرتے ہین اس کا ثواب انہین بہی پہونچ رہا ہے نہ معلوم کتنے لاکہون بزرگ اس ملک ہندوستان مین گزرے ہین ان سب کے افعال کا اجر وہ بہی پا رہے ہین کاش کہ ان لوگون کی قبرون کو دیکہ کر لوگ بجائے شرک کرنے کے دعا کیا کرین کہ خدا انہین بہی دیوے ۔ اس جگہ پر ایک بات بہت افسوس کے قابل تہی یہان کے مجاور جنہین خواجہ صاحب کے خاندان سے ہونیکا دعویٰ ہے اب روحانیت سے اس قدر دور جا پڑے ہین کہ سوال سے انہین عار نہین رہا اور سوال بہی پہر بہت زور سے کرتے ہین ۔ شاید کوئی اکا دکا آدمی ہو تو اسے اپنے کپڑے بچانے بہی مشکل ہو جا دین یہ بہی خدا کی شان ہے جو لوگ ایسے عفیف تہے ان کے پس ماندے اب اس حالت مین ہین مگر تغیر زمانہ سے یہ بات کچھ بعید بہی نہین ۔ یہان سے قریب ہی شاہ عبد الحق صاحب محدث دہلوی کا مزار ہے اسکو بہی دیکہا اور کچھ مساجد ہین ان کے دیکہنے کے بعد واپس آئے ۔

جمعہ کے دن ہفتہ کی رات کو ہنگشن کے کمرہ مین میرا لکچر تہا وقت پر وہان پہونچے تو کوئی چہ سات سو آدمی وہان موجود تہا بعض رؤسا دہلی بہی آئے تہے لکچر انشاء اللہ تشحیذ الاذہان مین چہپ جاویگا ۔ مینے جس طرح خدا نے سمجہایا وہان بیان کیا کہ مذہب کیا ہے اور سچے مذہب کی نشانی یہ ہے کہ وہ انسان کو خدا تک پہونچائے اور اس سے تعلق پیدا کروائے اور بنی نوع انسان مین نیکی اور امن قائم کرے اور چونکہ قرآن شریف ہمین خدا تک پہونچاتا ہے لیکن برخلاف اس کے آریہ مذہب کے اصول ہمین خدا تعالیٰ سے متنفر کرتے ہین اس لئے اسلام تو سچا مذہب ہے اور آریہ مذہب نہین مثلاً اسلام خدا تعالیٰ کی صفات کے متعلق نہایت پاک تعلیم دیتا ہے لیکن آریہ مذہب خدا کو خالقیت سے جواب دیکر تناسخ کا قائل ہو کر ابدی نجات کا انکار کر کے توبہ کو لغو قرار دیکے ہمین خدا تعالیٰ سے متنفر کر دیتا ہے جس سے اسکی لغویت ثابت ہوتی ہے اسی طرح اسلام اور آریہ مذہب کی تعلیم کا مقابلہ کر کے دکہایا گیا کہ اسلام تو دنیا مین امن قائم کرتا ہے لیکن آریہ مذہب فساد ڈلواتا ہے چونکہ مضمون لمبا ہوتا ہے اس لئے مین اس خلاصہ کو بہی یہین چہوڑتا ہون چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح کا حکم تہا اس لئے ہفتہ کو قصور کیطرف روانہ ہوا جہان کے احمدیون نے ایک جلسہ کیا تہا ۔ بارہ تاریخ کی شام کو جلسہ تہا ۔ صبح کو وہان پہونچا تہوڑی دیر تک لاہور اور فیروزپور کی جماعتون سے بہت سے احمدی آدمی اور بہی آئے یہ جگہ چونکہ وہی ہے جہان مولوی غلام دستگیر قصوری ہوا ہے اسلئے مجہے بہت خوشی ہوئی کہ یہان جلسہ ہونا بہی احمدیون کی ایک بڑی فتح ہے غالباً اس کی روح بہی اس جلسے مین خوش ہوگی ایک بات جو یہان عجیب معلوم ہوئی یہ تہی کہ ایک مولوی صاحب نے اس جلسہ مین توحید پر لکچر دینے کا ارادہ کیا تہا ۔ (آپ غیر احمدی ہین) مگر خدا کی قدرت لوگون کے کہنے سننے سے آخر انکار کر دیا ۔ سبحان اللہ ایک انسان کو خدا کی صفات دیکر آسمان پر چڑہانے والی قوم کو خدا نے توحید پر بولنے کا موقعہ تک نہ دیا مگر مجہے تو ان لوگون کے بغضون اور کینون پر تعجب ہے ۔ خدا کا شکر ہے کہ ایسی جگہ مین جہان لوگ انسانون سے ڈر کر خدا کی توحید تک بیان کرنے سے پرہیز کرتے ہین ۔ احمدی جماعت بہت ہی مخلص ہے خدا کرے کہ انجمن دن رات ترقی ہو میرا مضمون یہان تقوے پر تہا جو انشاء اللہ تشحیذ الاذہان مین چہپ جاویگا مین شام کو پہر روانہ دہلی ہوا وہان دوبارہ میرے لکچر کی تجویز ہوئی اور اب کے میرا لکچر اسلام اور عیسائیت پر تہا اس کا بہی لوگون پر اچہا اثر ہوا دہلی کی پبلک اس بات پر بہت حیران تہی کہ یہ لوگ ہماری طرح آنحضرتؐ کی عزت کرتے ہین افسوس لاعلمی نے لوگون کو تباہ کیا نادان نہین جانتے کہ ہم ان سے کہین بڑہ کر عزت کرتے ہین چونکہ بات بہت بڑہ گئی ہے اس لئے مین مضمون کو ختم کرتا ہون اتوار کی شام کو ہم وہان سے روانہ ہوئے ۔ دہلی کے با اخلاص احمدی جو چند ایک ہی ہین سٹیشن پر چہوڑنے آئے اور ریل کے چلنے تک وہین رہے مین اگرچہ دہلی سے چلا تو سہی مگر یہ دعا کرتا ہوا کہ خدا وہ دن لائے کہ اس شہر کو بہی خدا ہدایت دے اور اس مٹی سے پہر کسی دن اسی قسم کے برگزیدہ لوگ ہون جن کے مزار بکثرت وہان پائے جاتے ہین

# حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

## سورۃ البقرۃ

(پارہ دوم)

بقیہ رکوع ۱۵

(گذشتہ اشاعت سے آگے)



---

ونحن احق بالملک منہ - یہ بہت سوچنے کی بات ہے کہ خدا کے انتخاب پر آدم سے لے کر ہندم تک اعتراض ہوتا چلا آیا ہے۔ پہلے آدم پر اعتراض کیا گیا پھر داؤد کا ذکر کہ دشمن قلعے کی دیواریں پھاند کر چڑھ آئے۔ مگر خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض۔

ہماری سرکار پر بھی اعتراض ہوا کہ قرآن علے رجل من القریتین عظیم پر کیوں نہ اترا۔

پھر ہمارے امام پر بھی کم اعتراض نہ ہوئے لوگ کہتے رہے کہ الائمۃ من قریش۔ امامت بنو فاطمہ کا حق ہے۔ مغلوں کو کیوں دی۔ ایک شخص نے مجھے کہا پنجاب کے ایک کوردہ کا رہنے والا ہے۔ کم از کم دہلی کا تو ہوتا۔

جواب دیتا ہے کہ - زادہ بسطۃً فی العلم والجسم

یہ علم و قوت میں تم سے بڑھ کر ہے اس کو نہیں مانتے تو کم از کم یہ خیال تو کرو کہ اللہ تم سے وسیع علم والا ہے اور یہ اس کا انتخاب ہے۔ وہ مالک ہے جسے چاہے سلطنت دے پھر ایک اور نشان بتایا۔ کہ "ان یاتیکم التابوت" تمہیں ایسے دل (قلب) عطا ہونگے کہ ان میں تسلی ہوگی۔ یعنے اس کے زمانے میں لوگوں کے قلوب میں ایک خاص سکینت و اطمینان نازل ہوگا اور یہ

بقیۃ مما ترک آل موسیٰ و آل ھارون اور یہ وہی قوت قدسیہ کا اثر ہے جو موسےٰ و ہارون کی اولاد میں ورثہ بورثہ چلا آیا ہے کہ لوگ ان کے ساتھ آرام پاتے اور ان کے ساتھ وابستہ ہو جاتے ہیں اور خود بخود لوگوں کے دل ان کی طرف رجوع کرتے ہیں انہیں ایک خاص جذب دیا جاتا ہے ان کی تقریر میں ایک خاص اثر ہوتا ہے۔ جب وہ کسی امر میں فیصلہ دیتے ہیں تو دشمن بھی اس وقت مان جاتے ہیں۔

تحملہ الملائکۃ - اسمیں کچھ شک نہیں کہ دلوں کا اٹھانا فرشتوں کا کام ہے

۳۱ - مارچ ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۱۶)

جہاد کی کامیابی اس بات پر منحصر ہے۔ کہ فی سبیل اللہ ہو اور سپاہی اپنے افسروں کی فرمانبرداری کریں۔ حدیثوں میں آیا ہے کہ بعض موقعہ پر امتحان لینا منع ہے۔ لیکن اثبات کی مثالیں بھی موجود ہیں کہ بعض موقعوں پر امتحان سے لینا چاہیئے۔ یہاں اس صورت آخرہ کی مثال اس آیت میں ہے۔ جس پر آج کا درس ہے۔

فلما فصل - شہر سے جدا ہوئے۔

ان اللہ مبتلیکم - ابتلاء کہتے ہیں اس امر کو جس کے ذریعے فرمانبردار اور نافرمانبردار کچے اور پکے میں امتیاز ہو جاوے۔ جب طالوت ایک فوج لے کر چلے۔ تو کئی تماش بین بھی ساتھ ہولیے اس لئے آپ نے ایک امتحان میں ڈالا تا جو حقیقی فرمانبردار ہیں وہ میرے ساتھ رہیں۔

نھر - اس کے دو معنے ہیں ایک تو نہر - دوم - آرام و آسائش - چنانچہ ان المتقین فی جنٰت و نھر میں نہر کے معنے آسائش کے ہیں۔ نہر کے معنے ہوں تو کیا متقی نہر میں ڈوبے رہیں گے۔

فمن شرب منہ فلیس منی - اس جنگل میں شہد بہت تھا پس جب نہر کے معنے آسائش کے ہوں تو اس سے مراد شہد کا پینا ہے۔

الا قلیلاً منہم - ایک علم ہوتا ہے ایک عمل - شنیدہ کے بود مانند دیدہ - لیس الخبر کالمعائنہ - رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یوسف کے معاملہ میں (جب ان کے پاس چوبدار آیا کہ بادشاہ تمہیں بلاتا ہے اور وہ نہ گئے) فرمایا کہ اگر میں ہوتا تو چلا جاتا۔ مگر خود جب مسجد سے قریب اپنی ایک بیوی کے ساتھ کھڑے تھے اور پاس سے کچھ آدمی گزرے تو آپ نے انہیں روک لیا اور کہا دیکھو یہ میری بیوی صفیہ ہے۔

یظنون - یقین کرتے ہیں۔

صبراً - یہاں صبر کے معنے استقلال کے ہیں۔ حدیث میں صبر کی دعا منع ہے کیونکہ جو صبر مانگتا ہے بلا مانگتا ہے۔ ہاں ضرورت کے وقت استقلال کی دعا ممنوع نہیں۔

قتل داؤد جالوت - یہ ایک مقام ہے۔ جس پر بعض نادانوں کو تاریخی طور پر اعتراض کرنے کا موقعہ ملا ہے۔

پہلا اعتراض یہ ہے کہ جس ندی پر آزمائش ہوئی تھی وہ جدعون کے زمانے کی بات ہے جہاں داؤد و جالوت کی لڑائی کا ذکر ہے وہاں ندی کا ذکر نہیں بلکہ جدعون اور طالوت میں ۱۵۰ سال کا فرق ہے۔ دوسرا اعتراض تابوت سکینہ کے متعلق ہے کہ داؤد اور جالوت کی لڑائی سے بیس سال پہلے عملیق لوگ صندوق لے گئے تھے۔ انہیں مری پڑ گئی تو ان کو وہم ہو گیا کہ ہو نہ ہو اسی صندوق کی نحوست ہے اس لئے انہوں نے اس صندوق کو ایک چھکڑے پر لاد کر بیلوں کو ہانک دیا۔ ساؤل ایک شخص تھا اس کی زمین پر یہ چھکڑا جا ٹھہرے۔ کہتے ہیں یہ بیس برس پہلے کی بات ہے۔

تیسرا۔ اعتراض - کوئی ندی وہاں نہ تھی - جہاں داؤد و جالوت کی لڑائی ہوئی

ان تینوں اعتراضوں کے جواب میں یہ کہتا ہوں۔ کہ ہم نہر کے معنے آرام و آسائش کے کرتے ہیں۔ پس ندی کے موجود نہ ہونے کا اعتراض ہوا۔

دوم - یہ کہ یہ باتیں تم نے سموئیل کی کتاب باب ۱۷ سے لی ہیں۔ اسی سموئیل

سے کے باب ۱۰-۱۷ مین لکھا ہے کہ داؤد ربیط فوازون مین نوکر تھا۔ پھر لکھا ہے کہ داؤد اپنے بھائی کی روٹی سے کر آیا وہان ایک فلسطی کی ساتھہ جھگڑا دیکھا یہ نوجوان تر بول اُٹھے۔ مین اس کا مقابلہ کرتا ہون۔ اس پر سموئیل نے کہا کہ یہ کون ہے۔

دیکھئے پہلے تو اسے بربط نواز بتایا۔ پھر یہ کہ بادشاہ کو معلوم ہی نہ تھا کہ یہ کون ہے۔

پھر لکھا ہے کہ اس نے کہا جو نامختون سے مقابلہ کرے مین اسے لڑکی دونگا اور اپنی ذرہ نکال کر دی۔ اس اختلاف کو دیکھ کر محققین یوروپ نے فیصلہ دیا ہے کہ سموئیل کا باب ۱۷ الحاقی ہے۔

پس جسکی اصلیت خود ہی مشتبہ ہے اس سے قرآن پر اعتراض صحیح نہین۔

پھر ہم پوچھتے ہین تمہاری تاریخون مین طالوت کا لفظ کہان ہے پس یہ کہنا کہ اس کا نام ساؤل تھا یا نہ تھا فضول ہے۔ کیونکہ قرآن شریف نے ان مین سے کسی کا نام ہی نہین لیا۔ جہان طالوت کا ذکر ہے وہان جالوت کا نہین اور جہان جالوت کا ہے وہان طالوت کا نہین۔

پس دونون کا زمانہ متحد کہان سے ثابت ہوا۔ پھر ہم کہتے ہین طالوت کے معنے ہین۔ لمبے قد والا ہے۔ بائیبل مین بھی لمبے قد والا ہی لکھا ہے۔ پس یہ نام نہین ایسا ہی جالوت اس کو کہتے ہین جو میدان مین جولان کرے۔ پس اس طرح کوئی اعتراض نہین رہتا کیونکہ یہان کسی کا نام ہے ہی نہین۔ پھر ہم یہ بھی کہتے ہین۔ کہ داؤد کا مقابلہ جہان ہوا۔ وہان شورق نام ندی ہے۔ پرانے جغرافیے جو ہین۔ ان مین اس کا موقعہ موجود ہے۔ پھر آخری فیصلہ کے طور پر ہم کہتے ہین۔ کہ تمام صحیح قرآن مین فھزموھم باذن اللہ پر وقف ہے۔ پس وہ قصہ الگ ہے اور یہ الگ

ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض

کئی موقعہ پر مین اس کی تفصیل کر چکا ہون۔ کہ خدا تعالےٰ نے خود اپنی مرضی سے جہان مین اختلاف رکھا ہے اور اسی پر کارگاہ عالم کا دار و مدار ہے۔ اگر جہان مین سب اسی خیال کے ہون۔ کہ بھنگی کا کسب بُرا ہے۔ تو اعلےٰ قومون کی زندگی وبال جان ہو جاتی۔

---

# در مدحِ قرآن کریم

از نور پاک قرآن صبح صفا دمیدہ
بر غنچہ ہائے دلہا بادِ صبا وزیدہ

این روشنی ولمعان شمس الضحےٰ ندارد
وین دلبری وخوبی کس در قمر ندیدہ

یوسف بقعرِ چاہے محبوس ماند تنہا
وین یوسفے کہ تن ہا از چاہ برکشیدہ

از مشرقِ معانی صدہا دقائق آورد
قدّ ہلال نازک زان نازکی خمیدہ

کیفیتِ علومش دانی چہ شان دارد
شہدیست آسمانی از وحی حق چکیدہ

آن نیّر صداقت چون رو بعالم آورد
ہر بوم شب پرستے در کنج خود خزیدہ

روئے یقین نہ بیند ہرگز کسے بدنیا
اِلّا کسیکہ باشد بارویش آرمیدہ

آنکس کہ عالمش شد شد مخزن معارف
وآن بیخبر ز عالم کین عالمے ندیدہ

باران فضل رحمان آمد بمقدم او
بدقسمت آنکہ از وے سوئے دگر دویدہ

میل بدی نباشد اِلّا رگے ز شیطان
آن را بشر بدانم کز ہر شرے رہیدہ

اے کان دلربائی دانم کہ از کجائی
تو نور آن خدائی کین خلق آفریدہ

میلم نماند باکس محبوب من توئی بس
زیرا کہ زان فغان رس قوت بکار سیدہ

---

یہان دوسرے پارے کے نوٹ ختم ہوئے۔

یہ پارہ بقیمت ۳/ دفتر اخبار بدر سے ملسکتا ہے۔

# حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

## سورۃ البقرۃ

### ( پارہ سوم )

( مورخہ یکم اپریل ۱۹۰۹ء رکوع اول ۲ )

منہم من کلم اللہ - کلام تو سب پیغمبروں سے ہوا مگر بعض کو مخصوص بوجہ کثرت کلام کیا۔

البینٰت - کھلی باتیں عیسیٰ کی تعلیم اخلاق کی تھی اور اخلاقی رنگ کا وعظ ہر مذہب میں مقبول ہوتا ہے اس لئے اسے بینٰت فرمایا۔

وایدنٰہ بروح القدس - اس اخلاقی تعلیم کو اپنی پاک کلام سے مؤید کیا۔ روح القدس کبھی کلام لانیوالے فرشتے کو بھی کہتے ہیں۔ مگر عام معنے یہی ہیں۔ پاک کلام۔ قرآن شریف میں ہے۔ وکذٰلک اوحینا الیک روحا من امرنا۔ ایک دوسری جگہ فرمایا۔ ینزل الملٰئکۃ بالروح من امرہ علیٰ من یشاء من عبادہ ان انذروا انہ لا الٰہ الا اللہ۔

ما اقتتل الذین من بعدہم۔ یعنے اگر کوئی لڑائی کرتا تو ہم اسکے ہاتھ کو شل کردیتے بدزبانی کرتا تو زبان بند کردیتے۔ مگر بندوں کو اللہ نے مجبور نہیں پیدا کیا اور نہ ان کے اختیارات کو چھینا۔ بلکہ مقدرت عطا کی ہے۔

ولکن اختلفوا - جب خدا نے جبر نہ کیا۔ اختیارات نہ چھینے تو ان لوگوں نے تو اس مقدرت سے نہ زور سے کام لیتے تو وہ نہ لڑتے مگر جب ہم نے ہدایت پر مجبور نہ کیا تو لڑتے اور گمراہی پر کیوں مجبور کرنے لگے۔

فمنہم من اٰمن - مگر کچھ ایسے تھے جنھوں نے ایمان کے مطابق عمل کیا۔

ومنہم من کفر - بعض ایسے تھے جنھوں نے امن میں خلل ڈالا امن کی تسلیم کا انکار کیا۔

ولو شاء اللہ ما اقتتلوا - جناب الٰہی تو ایسی طاقت رکھتے ہیں کہ ان لوگوں کو یہ قدرت نہ دیتے مگر وہ ایسا نہیں کرتے کیونکہ وہ جبر کرنے والا نہیں ٭

یوم لا بیع فیہ ولا خلۃ ولا شفاعۃ - ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ وہاں نہ کوئی نئی بیع ہوسکیگی نہ خلۃ نہ شفاعۃ - یہاں بیع - خلۃ - شفاعۃ کی مطلق نفی ہرگز نہیں ہے۔ عربی میں لا دو طرح کے آتے ہیں۔ ایک وہ جس کے بعد تنوین آتی ہے اور ایک وہ جس کے بعد تنوین نہیں آتی پہلے کی مثال یہی آیت ہے اور دوسرے کی مثال لا رفث ولا فسوق ولا جدال - ان دونوں لاؤں میں فرق ہے۔

تنوین نہ ہو تو اس کے معنے ہیں بالکل "نہیں" یہ لا نفی جنس کا ہے اور اگر تنوین ہو تو اس سے مراد ہے۔ بعض صورتوں میں نہیں یہ لا مشبہ بہ لیس ہے اب چونکہ یہاں تنوین ہے اس لئے یہاں بیع کی مطلق نفی نہیں اسی لئے دوسرے مقام پر فرمایا۔ فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہ - اور نہ خلۃ کی مطلق نفی ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ الاخلاء یومئذ بعضہم لبعض عدو الا المتقین - اور نہ شفاعۃ کی چنانچہ اس سے آگے الا باذنہ آتا ہے

والکافرون ہم الظالمون - کافر اپنی جان پر بھی ظلم کرتا ہے اور دوسروں پر بھی۔

لا الٰہ الا ہو - معبود وہی ہے جس کی بات کو مانا جائے پس اس کی فرمانبرداری کرو۔

القیوم - حافظ و ناصر۔

سنۃ - کسی شخص نے اعتراض کیا تھا کہ اونگھ سے کیا نقصان ہوسکتا ہے۔ اسکے ہاتھ میں دو شیشے دیئے گئے اور کہا گیا کہ تم اس کی حفاظت کرو۔ جب اسے نیند کا غلبہ ہوا تو اس نے اپنے تئیں بہت روکا مگر اونگھ جو آئی - دونوں شیشے آپس میں ٹکرا کر ٹوٹ گئے۔

کرسیہ - کرسی کے معنے علم کے ہیں بخاری میں یہ معنے موجود ہیں۔ ایک شعر بھی یاد آگیا۔ ؎

تحف بہم بیض الوجوہ وعصبۃ کراسی بالاحداث حین تنوب۔

### ۲ - اپریل سنہ ۱۹۰۹ء

( بقیہ رکوع ۲ )

لا اکراہ فی الدین - ایک انبیاء کی راہ ہوتی ہے ایک بادشاہوں کی۔ انبیاء کا یہ قاعدہ نہیں ہوتا کہ وہ ظلم و جور و تعدی سے کام لیں۔ ہاں بادشاہ جبر و اکراہ سے کام لیتے ہیں۔ پولیس اس وقت گرفت کرسکتی ہے جب کوئی گناہ کا ارتکاب کرے مگر مذہب گناہ کے ارادہ کو بھی روکتا ہے پس جب مذہب کی حکومت کو آدمی مان لیتا ہے تو پولیس کی حکومت اس کی پرہیزگاری کے لئے ضروری نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جبر و اکراہ کا تعلق مذہب سے نہیں پس کسی کو جبر سے مت داخل کرو۔ کیونکہ جو دل سے مومن نہیں ہوا وہ ضرور منافق ہے شریعت کے منافق اور کافر کو ایک ہی رسی میں جکڑا ہے۔ غلطی سے ایسی کہانیاں مشہور ہوگئی ہیں کہ اسلام بزور شمشیر دنیا میں پھیلایا گیا ہے۔ بھلا خیال تو کرو۔ اگر اسلام میں جبر جائز ہوتا تو ہندوستان میں اتنے سو سال حکومت رہی۔ پھر یہ ہزاروں برسوں کے مندر شوالے اور پستکیں کیوں موجود پائی جاتیں۔

عالمگیر کو بھی الزام دیتے ہیں کہ وہ ظالم تھا اور بالجبر مسلمان کرتا یہ کیسی بیہودہ بات ہے اس کی فوج کے سپہ سالار ایک ہندو تھے۔ بڑا حصہ اس کی عمر کا اپنے بھائیوں سے لڑتے گزرا اسکی موت بھی تاناشاہ کے مقابل میں ہوئی۔ پھر اسلام بادشاہوں کے افعال کا ذمہ دار نہیں ہے مسلمانوں نے بھی غلطی کی کہ معترضین کے مفتریات کو تسلیم کرلیا۔ حالانکہ اسلام دلی محبت و اخلاق سے حق بات ماننے کا نام ہے۔ اسی لئے اسلام میں جبر نہیں۔ یہ آیت ضروری یاد رکھنی چاہیئے اسلام میں ہرگز اکراہ نہیں۔ چنانچہ پارہ گیارہ رکوع ۱۰ میں فرماتا ہے۔ ولو شاء ربک لاٰمن من فی الارض کلہم جمیعًا - افانت تکرہ الناس حتیٰ یکونوا مؤمنین۔

قد تبین الرشد من الغی - رشد کہتے ہیں۔ اصابۃ الحق والصواب یعنی واقعی بات کو پالینا اور حق تک پہونچ جانا۔ غی کہتے ہیں اس حق و صواب کی جگہ سے رک جانے کو۔ اسلام کے چند اصول بیان کرتا ہوں جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس میں رشد و غی کو کیا امتیاز سے بیان کیا ہے۔

فرمایا۔ شرک نہ کرو - وعید بتلایا ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ - کوئی حضرت مسیح کو پوجے یا امام حسین رض یا سید عبد القادر جیلانی کو یا درخت یا تالاب - پہاڑ - جانور کو سب برابر ہیں کیونکہ یہ

یہ سب چیزین خادم ہین۔ سخر لکم مافی السموات ومافی الارض۔ پس جو مخدوم ہونیکی بھی حیثیت نہیں رکھتی وہ تمہاری معبود کس طرح بن سکتی ہین۔ انجیل وید۔ ژند وساتیر کی تعلیم مین ین سے عظمت الٰہی کی یہ راہین ہرگز نہین پائین۔ قرآن کا ایک ایک رکوع مسلمانون کو توحید کا سبق دیتا ہے۔ پہر بہی اگر یہ شرک مین گرفتار ہین تو ان کی بدقسمتی۔ کیا خوب فرمایا۔ ابغیکم الٰھًا وھو فضلکم علی العالمین۔ تم خود جہان والون سے افضل۔ اور پھر انہی مین سے کوئی چیز تمہاری معبود بنے؟

پھر اسلام مین عام اخلاق کی نسبت دیکھو۔ کہ شراب بڑی سختی کے ساتھ منع کیا کیونکہ یہ سب برائیون کی جڑ ہے ایک شخص ایک عورت پر عاشق ہوگیا اس نے کہا وصل کی شرط مین اس بُت کی پرستش کرو (۲) خاوند کو قتل کرو۔ شراب پی لو۔ اس نے کہا کہ ایک شراب پینا مان لیتا ہون۔ باقی بہت خوفناک گناہ کے افعال مین نہ کرونگا جب شراب پی۔ تو پہر دوسری چیزون کا بہی مرتکب ہوگیا۔

اسلام کا تیسرا اصول۔ پردے کی تعلیم ہے۔ کسی کتاب مین جو خدا کی طرف سے منسوب کیجاتی ہے یہ تعلیم نہین پائی۔ قل للمومنین یغضوا من ابصارھم اور قل للمومنات یغضضن من ابصارھن۔ مومن مرد اور عورتین نیچی اور نیم باز نگاہین رکھنے کی عادت ڈالین۔

دیکھا۔ جامع الاثم (خمر) اور حبائل الشیطان (عورت) سے کس طرح روکا پھر نماز کی تاکید کی جو شخص پانچ نمازون کا پابند ہے وہ کبیرہ گناہ شراب وغیرہ کا ارتکاب ہی نہین کریگا۔ پہر اسلام مین مال حرام سے ممانعت کی۔ شراب وغیرہ کا پینا مال کثیر پر موقوف ہے اور مال کثیر زیادہ تر طریق حرام ہی سے آتا ہے اس لئے منع کیا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے۔ اللّٰھُمَّ ارزق آل محمد قوتًا۔

پھر اسلام مین جزا و سزا کا مسئلہ ہے یہ بہی کل گناہون سے روکنے والا ہے پہر اسلام کا یہ اصل کہ وہ تمام پسندیدہ امور کے کرنے اور قبیحہ امور کے نہ کرنے کی ہدایت کرتا ہے، حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ایک موقعہ پر فرمارہے تہے۔

کنتم خیر اُمّة اخرجت للنّاس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر

ایک قوم نے اپنا سفیر واسطے تحقیق دین اسلام کے بھیجا تہا وہ یہ کلمہ سنتے ہی واپس گیا اور اپنی قوم سے جا کر کہا سب مسلمان ہو جاؤ وہ حیران ہوئے تو اس نے بتایا کہ جس مذہب کا اصل امر بالمعروف نہی عن المنکر ہو وہ کیونکر بُرا ہو سکتا ہے بلکہ اس مین نہ داخل ہونے والا بُرا ہے۔

فمن یکفر بالطاغوت۔ طاغوت۔ طغوت سے نکلا ہے حدبندی سے آگے بڑہنے والے کو طاغی کہتے ہین۔ سیلاب کو بہی طغیانی اسی لئے کہتے ہین کہ پانی ندی کی حد مقررہ سے باہر نکل کر اُچھلتا ہے۔

شریعت نے ہر بات کے لئے حد رکہی ہے پس جو اس حد سے نکلا ہے وہ طاغی ہوا اور جو تمام حدبندیون کو توڑ کر نکل جاوے وہ طاغوت کہلاتا ہے۔ پس جو حضرت حق سبحانہ کا جو منزہ ہے تمام عیوب ونقائص سے اور اور جامع ہے کمالات وخوبیون کا۔ فرمانبردار ہو۔ تو فقد استمسک بالعروة الوثقیٰ۔ اس نے بڑی مضبوط پکڑنے کی چیز کو پکڑا۔ عروہ کہتے ہین پکڑنے کی چیز کو۔

اللّٰہ ولی الّذین۔ اللہ جو سمیع علیم ہے اس کی پہچان کیا ہے فرماتا ہے کہ وہ مومنون کا والی بن جاتا ہے۔

اب مومنون کی پہچان بتاتا ہے کہ وہ ظلمات سے نکل کر نور کی طرف آتے جاتے ہین۔ ظلمت کیا ہے جسمین تمیز نہ رہے۔ روشنی کیا ہے جسمین تمیز ہو سکے۔ معمولی روشنی سورج کی ہے پہر اس سے بڑھ کر نور طب ہے۔ جس سے انسان کے اندرونی امراض معلوم ہوتی پہر اس سے بڑھ کر نور فلاسفہ ہے کہ وہ خط وخال سے۔ بال سے۔ آواز سے۔ ناک سے ہونٹ سے کسی کے اخلاق پر آگاہ ہو جاتے۔ پہر جن کو اس سے بہی بڑھ کر انوار دئے جاوین وہ مومن ہین۔ چنانچہ فرمایا۔ اتقوا من فراسة المومن فانہ ینظر بنور اللّٰہ پس مومن ہونے کا نشان ہے کہ اس انسان کی قوت متمیزہ بڑہتی جاتی ہے اور وہ آہستہ آہستہ تاریکیون سے نکل کر انوار مین آتا جاتا ہے اور اپنی حالت مین دن بدن نمایان تبدیلی پاتا ہے۔

ظلمتین بھی کئی قسم کی ہوتی ہین۔ ایک رسم کی۔ مثلاً شادی آگئی اب رسم کہتی ہے کہ دس ہزار روپیہ خرچ کرو۔ اب گھر مین تو اپنے روپے ہین نہین۔ پس ساہوکارون کے پاس جاتا ہے وہ سود مانگتا ہے۔ خدا فرماتا ہے جو سود دیتا یا لیتا ہے۔ وہ خدا سے جنگ کرتا ہے۔ پہر اسی طرح بڑہتے بڑہتے ایک گناہ سے کئی گناہون کا مرتکب ہوتا ہے پہر عادت کی ظلمت ہے۔ یہ عادت بُری بلا ہے جس چیز کی عادت پڑ جاوے وہ پہر نہیں چھوڑتی۔ بعض کو قصہ سننے کی عادت ہوتی ہے۔ بعض کو ناول پڑہنے کی بعض کو چار پینے کی۔ حقہ پینے کی۔ پان کہانے کی۔

پہر ظلمت ہے شہوت۔ حرص۔ غضب۔ سستی۔ کاہلی۔

پس یہ بات یاد رکہو کہ جس تعلیم سے قوت ممیزہ بڑہے وہ سچی ہے۔

۳۔ اپریل سنہ ۱۹۰۹ء

(رکوع ۳)

یہ تو مین پہلے بتا چکا ہون کہ اس ساری سورة کا مقصد دشمن سے مقابلہ کے لئے طیار کرنا ہے اور اس کے ضمن مین تمام قسم کی سچائیان اور فضائل اور تقوے کی راہین بتادی ہین۔ اور یہ سمجھا دیا ہے کہ کامیابی کی سچی راہ کا پاک اصل صرف تقوے ہے۔ یومنون بالغیب الی اُولٰئک ہم المفلحون سے اس مضمون کو شروع کیا ہے اور یہان اب بتایا جاتا ہے کہ بہت سے شریر لوگ ہوتے ہین۔ جو اللہ کے پاک بندون سے جھگڑا کرتے ہین وہ بندے اگرچہ کمزور ہوتے ہین مگر اللہ عین وقت پر ان کی ایسی دستگیری کرتا ہے کہ دشمن دم بخود رہ جاتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ مین مقابلہ مین کامیاب ہو جاونگا۔ اور اس غریب جماعت کو ہلاک کر دونگا۔ مگر آخر وہ خود ہلاک ہوتا ہے۔ یہ مخالف نادانی سے انبیاء کے ہمراہیون کو ذلیل سمجھتے ہین۔ چنانچہ نوح کے ماننے والون کو اس کی قوم کے امراء کہتے ہین۔ اراذلنا بادی الرای۔ پہر موسیٰ علیہ السلام کو بہی فرعون نے یہی کہا۔ الم نربک ولیدًا ولبثت فینا من عمرک سنین۔

کیا ہم نے تمہاری پرورش نہیں کی اور تو اپنی عمر کے بہت سال یہان نہیں

گذار چکا۔ اس کا جواب موسیٰ نے بہی کیا خوب دیا۔

وتلک نعمة تمنها علیّ ان عبدت بنی اسرائیل۔ کیا یہ کوئی بڑی نیکی ہے جس کا تو مجہہ پر احسان جتا رہا ہے۔ حالانکہ اس کی جڑ یہ ہے کہ تو نے تمام بنی اسرائیل کو غلام بنا رکہا ہے بس کیا ہوا۔ اگر ان کے ایک بچے نے تمہارے ہان پرورش پالی۔ اگر تم پرورش نہ کرتے تو کیا اس کے ماں باپ پر اس کی روٹی دوبھر تہی۔ غرض پاک لوگوں اور ان کے اتباع کو یہ نادان حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ مگر خدا تعالےٰ ان کو مقابلہ میں ذلیل کرتا ہے چنانچہ اس کے ثبوت کے لئے حضرت ابراہیم کا قصہ بیان کیا ہے آپ کی قوم مجوسیوں کی تہی۔ جو سورج چاند کی پرستش کرتے تہے۔ انہیں جس کو خدا نے حکومت دی تہی۔ ابراہیم نے کہا۔ کہ ربی الذی یحیي ویمیت۔ میرا رب ہی ہے کہ جو آبادی اور ویرانی کرتا ہے۔ یہاں احیاء و اماتت کے یقیناً یہی معنے ہیں غلطی کرتے ہیں وہ جو یہاں زندہ کرنے اور مارنے کے معنے لیتے ہیں کیونکہ یہ تو ایک بیوقوف سے بیوقوف بہی دعویٰ نہیں کرتا کہ حیات و ممات طبعی کا موجد میں ہوں۔ اس کے ثبوت میں ہم موت کے کئی معنے پیش کرتے ہیں جو لغات عرب سے ثابت ہیں۔ موت کے ایک معنے ہیں۔ نشو و نما کے۔ چنانچہ فرمایا یحیی الارض بعد موتہا۔ اور احیینا بہ بلدة میتاً۔

(۲) احساس کا دور ہونا۔ قویٰ کا زوال۔ جیسے اس آیة میں یالیتنی مت قبل ہذا۔ وکنت نسیاً منسیاً۔ مر جانے کی دعا جیسے احادیث میں منع ہے ایسے ہی تورات میں بہی۔ پس مریم اپنے لئے موت کی دعا نہیں کرسکتی تہین۔

(۳) زوال عقل۔ افمن کان میتاً فاحییناہ۔ یعنے کم عقل۔ بے ایمان۔ انسانیت کے نابلد تہے آخر وہ انبیاء کی پاک صحبت سے عقلوں والے ہو گئے۔

(۴) حزن مکدر للحیاة۔ یاتیہ الموت من کل مکان وما ہو بمیت۔ ہر طرف سے دکہہ اور حیات کو مکدر کرنے والے آئینگے۔



(۵) نیند کے معنے۔ سونے کے بعد اٹہے۔ تو یہ دعا احادیث میں آئی۔ الحمد للہ الذی احیانا بعد اماتنا۔

(۶) قوت حیات کا بطلان۔ انک میت وانہم میتون۔

(۷) جن کا بدلہ نہ لیا جاوے وہ بہی مردہ ہیں۔ سبعہ معلقہ کا ایک شعر ہے۔

ان نبشتم مابین ملحة فالصاقب۔ فیہا الاموات والاحیاء۔

لاتقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء۔ زندہ کہنے سے یہ مراد ہے کہ ان کا بدلہ لیا جاوے گا۔ غرض یہ موت کا لفظ متشابہ رنگ میں آیا ہے۔ پس جو راسخ فی العلم ہوتے ہیں وہ مختلف المعانی۔ الفاظ کو حسب موقعہ معنے کا لباس پہناتے ہیں۔

(۸) ترقی کے رک جانے کا نام بہی موت ہے۔ (۹) فقر کا نام بہی موت ہے

(۱۰) موت العقل۔ موت العلم اور ذلت کا نام بہی موت ہے۔ اول من مات ابلیس۔ پس یہاں حسب موقعہ موت کے معنے ویرانی کے ہیں۔

ابراہیم نے کہا کہ آبادی و ویرانی میرے رب کے اختیار میں ہے وہ کافر بولا نہیں۔ یہ کام بادشاہوں کے متعلق ہے میں بہی بادشاہ ہوں۔ بس یہ تو میں بہی کرسکتا ہوں۔ سبحان اللہ انبیاء کی کیا عقل ہوتی ہے۔ فرمایا۔

ان اللہ یاتی بالشمس من المشرق فات بہا من المغرب۔ نادان خیال تو کر تو اپنے مذہب کو چہوڑ بیٹہا ہے۔ تم تو سورج کی پرستش کرتے ہو اس وجہ سے کہ فصول وغیرہ کو اسی سے وابستہ سمجہتے ہو۔ اب اگر احیاء و اماتت (ویرانی۔ آبادی) تمہارے اختیار میں ہے تو گویا سورج تمہارا معبود نہیں بلکہ وہ تمہارے قبضہ اختیار میں ہے پس اگر یہ بات ہے تو تم اس کی چال پر ذرا حکومت دکہاؤ۔

جن لوگوں کی اس نکتہ چینی کی سمجہہ نہیں آئی انہوں نے کہا کہ ابراہیم نے ان اللہ یاتی کہہ کر تبدیل استدلال کیا ہے اور صوفیوں نے یہ بتایا ہے کہ پہلی دلیل کو قوی کیا ہے۔ یہ بات یاد رکہو کہ انبیاء کا طریق مباحثات میں یہ ہے کہ وہ اپنا آپ درمیان سے نکال دیتے ہیں۔ وہ جناب الٰہی کے حکم کے نیچے ہو کر کام کرتے ہیں اس لئے مناظروں میں ہمیشہ کامیاب ہوتے ہیں اور وہ کافر بہونچکا ہو کر رہ گیا۔

ایک بات یاد آئی کہ ابن صیاد کے پاس نبی کریم (صلے اللہ علیہ وسلم) گئے اور اسے کہا میرے دل میں کیا ہے اس نے کہا۔ دخ۔ آپ کے دل میں یوم تاتی السماء بدخان مبین۔ اس نے بتایا۔ کہ دخ کے متعلق کوئی مضمون ہے آپ نے فرمایا۔ اخسا لم تعدو قدرک۔ ذلیل رہ اس سے نہیں بڑہیگا۔ مطلب یہ تہا۔ کہ آئندہ ہم احتیاط کرینگے جناب الٰہی کے حکم کے نیچے حسب دستور مناظرہ ہوگا۔ پہر تو کبہی کامیاب نہیں ہوگا۔

## ۵۔ اپریل ۱۹۰۹ء

(بقیہ رکوع ۳)

(اوکالذی مر علی قریة۔ اس آیة شریف میں اللہ تعالیٰ نے یہی سمجہایا ہے کہ انسان جب اللہ کے حضور کامل یقین سے دعا کرتا ہے تو وہ کبہی محروم نہیں رہتا۔

دعا میں تین مشکلات لوگوں کو پیش آتی ہیں ایک تو یہ کہ وہ خدا کی خدائی اور اس کی حکومت پر ایمان نہیں لاتے۔ قسم قسم کی خواہشیں کرتے ہیں۔ جن کا نتیجہ ان کے حق میں اچہا نہیں ہوتا۔ خدا تعالےٰ جب قبول نہیں کرتا تو وہ نادانی سے دعا ہی کے منکر ہو جاتے ہیں حالانکہ اگر ان کی یہ دعائیں قبول ہوں تو دنیا فنا ہو جائے۔ عورتوں ہی کو لو۔ وہ بچوں سے تنگ آ کر انہیں کس طرح کوستی ہیں ایک عورت ایک نئی قسم کی بد دعا دیا کرتی تہی وہ یہ کہتی۔ "لوہے کا جہاڑو۔ لوہے کا جہاڑو" مطلب یہ تہا۔ کہ ایسا صفایا ہو کہ کوئی نام و نشان نہ رہے۔ اسی طرح گنوار۔ زمیندار اپنے مویشیوں کے حق میں بد دعائیں دیتے ہیں اور فریق ثانی بہی۔ اب اگر دونوں کی دعائیں خدا تعالےٰ سن لے تو ایک بہی نہ رہے۔ پہر دوسری بات یہ ہے۔ کہ دعا ایک محنت ہے اور اپنے لئے ایک موت اختیار کرنا ہے۔ دعا جب ایک خاص نقطہ تک پہونچتی ہے تو اسے قبولیت کا جامہ پہنایا جاتا ہے بعض لوگ جلدی ہی فیصلہ کرنا چاہتے ہیں مگر یہ نہیں ہوتا تو گہبرا اٹہتے ہیں۔ پہر بعض لوگ ایسے بہی ہیں۔ جو اس نکتہ معرفت سے بے خبر ہیں۔ کہ دعا ضائع نہیں جاتی۔ بلکہ اگر وہ مقصد حاصل نہ ہو تو اس کا فائدہ ضرور ہے۔ کہ معاصی کے نتائج اور آنے والی بلاؤں سے بچا لیتی ہے۔ یہاں ان آیات میں جو مذکور ہے اس کی اصل یہ ہے کہ بنی اسرائیل جب شرارت میں حد سے بڑہ گئے تو خدا تعالےٰ نے ان پر ذلت و مسکنت لپیٹ دی۔ وہ بابل میں جلاوطن کئے گئے۔ پہر جب انہوں نے خدا کی طرف رجوع کیا۔ تو ان میں حزقیل۔ عزرا۔ دانیال سے برگزیدہ پیدا ہوئے حزقیل نے ان کے لئے بہت دعائیں کیں اور گہبرا کر پکار اٹہے کہ اب یہ مردہ قوم کب زندہ ہو گی۔ یہ ویرانہ کب آباد ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اون کو رویا میں سب کچہہ دکہایا۔ یہ وکیل کی سنة اللہ ہے۔ کہ جس بات کی تورات میں تفصیل ہو۔ قرآن شریف اس کی طرف اجمالی

اشارہ کرتا ہے اور جس کا توریت میں مجمل بیان ہو۔ قرآن شریف اُسے مفصل بیان کرتا ہے
اس قصہ کو توریت میں خوب کھولا گیا ہے۔ حزقیل باب ۳۷ میں صاف لکھا ہے کہ
آپ نے خواب دیکھا ایک وادی میں ہڈیاں بھری ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم نبوت (پیشگوئی)
کرو ... ... ... ... ... جو سچ بات ہو اس کی مثالیں بہت مل جاتی ہیں
چنانچہ اس طرز کی ایک رؤیا ابو حنیفہ کی بھی ہے کہ آپ نے دیکھا کہ حضرت نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم)
کی قبر میں ہڈیوں کو اکٹھا کر رہے ہیں۔ معبرین زمانہ سے پوچھا تو اونھوں نے کہا کہ رسول کریم ؐ
کے سچے علم میں ایک بے خبری کا مرض آگیا تھا آپ کے ذریعہ سے اب یہ دین از سر نو زندہ ہوگا
اماتہ اللہ ۔ کے متعلق میں یہ بھی سنائے دیتا ہوں کہ بعض وقت نبی۔ امت کا
قائم مقام ہوتا ہے۔ چنانچہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج میں دودھ اور شراب
پیش کیا گیا تو آپ نے دودھ پیا تب جبرئیل نے بتایا کہ اگر آپ شراب پیتے تو تمام امت بدکار ہو جاتی
ایسا ہی ایک مقام پر قرآن کریم میں آیا ہے۔ " یا ایہا النبی اذا طلقتم النساء " پہلے نبی سے
خطاب ہے۔ مگر پھر آگے چل کر کہہ دیا ہے کہ نبی قائم مقام اُمت ہے۔ پس اماتہ اللہ سے قوم
کی ویرانی و تباہی مراد ہے جو ایک سو سال تک رہی۔ پھر وہ قوم از سر نو زندہ ہوئی۔
غرض حزقیل کو خدا نے وہ نظارہ رؤیا میں دکھایا۔ حزقیل اپنے قیاس سے یوم و
بعض یوم کہتا ہے مگر خدا تعالیٰ اسے سو سال بتاتا ہے مگر ساتھ ہی بتایا ہے کہ تم بھی سچے ہو کیونکہ
طعام و شراب پر سال نہیں گزرے اور رؤیا میں یہ بات ممکن ہے۔ چنانچہ سورہ یوسف میں
ایک ذکر ہے کہ بادشاہ نے چودہ سال قحط و سرسبزی کے ایک آن میں دیکھ لئے بعض لوگ
کہتے ہیں کہ رؤیا کا لفظ یہاں نہیں یہ ان کی غلطی ہے۔ انی رأیت احد عشر کوکبا والشمس
والقمر رأیتھم لی ساجدین ۔ انبیاء کے لئے خواب کا اظہار ضروری نہیں ہوتا۔
حضرت صاحب سے میں نے ایک دفعہ اس آیت کے معنے دریافت کئے تو آپ نے فرمایا میری
جناب الٰہی میں توجہ کی تو مجھ پر یہی کھلا کہ وہ شخص واقعی مرگیا تھا عرض کیا کہ پھر سو سال کے
کے بعد اٹھنا کیا معنے؟ فرمایا۔ کہ انبیاء کو مرنے کے بعد ایک حیات دی جاتی ہے ہمارے
نبی کریم (صلے اللہ علیہ وسلم) نے بھی فرمایا تھا۔ کہ میں چالیس دن کے بعد زندہ کیا جاؤنگا
پھر عرض کیا کہ وہ آیہ کس طرح بنے۔ فرمایا۔ کیا مردہ آیت نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ فرعون کی
نسبت فرماتا ہے۔ لمن خلفک آیۃ ۔ چونکہ میری طبیعت میں شرم اور ادب
بہت تھا اس لئے میں نے یہ نہ پوچھا کہ انظر الی طعامک وشرابک لم یتسنہ کا کیا
مطلب ہوا۔
قاضی امیر حسین صاحب نے بھی ایک معنے کئے ہیں وہ اماتت کے معنے باستدلال آیت یاتیہ
الموت من کل مکان پریشانی و پراگندگی کرتے ہیں۔ اماتہ اللہ مائۃ عام سے یہ مراد ہے کہ
حزقیل کو خدا نے سو سال تک غم اور پریشانی اور حزن مکدر للحیاۃ میں رکھا۔ بیس ۲۰ برس کی
عمر میں حزن پیدا ہوا۔ یوروشلم تباہ ہو چکا تھا۔ ۷۰ برس تباہی رہی۔ ۳۰ برس میں آباد ہوئی
پھر اللہ تعالیٰ نے یوروشلم کو آباد کر دیا تو عزرانبی تشریف لائے۔ دیکھا کہ جہاں پانی نہ تھا۔
وہاں کھانے پینے کی تمام چیزیں تازہ بتازہ بو بنو (نہ کہ سڑی بسی) موجود ہیں بلکہ مال مویشی اور سواری
کے جانور بھی۔ یہ معنے بھی کسی وقت دلچسپی سے خالی نہیں۔
و انظر الی العظام ۔ یہ انی یحیی کب اور کس طرح زندہ کرے گا۔ کا عقلی جواب ہے،
کہ تم اپنی ہڈیوں ہی کو دیکھو۔ کہ اللہ انہیں آہستہ آہستہ کس طرح اٹھاتا ہے۔

جہاد میں اس قصے کے بیان کا یہ فائدہ ہے کہ خدا نے فرمایا۔ ویرانی اور آبادی میرے
اختیار میں ہے پس تم اپنے لوگوں میں سے کسی کے قتل ہو جانے پر حزن مت کرو
تم اس پر کامل یقین کرو۔ وہ تمہیں ایک زندہ قوم بنا دیگا۔
میں نے ایک مشہور مفسر کو دیکھا ہے کہ اس نے عام کے معنے دن کے کئے ہیں
تو اس لحاظ سے مائۃ عام سے ۱۰۰ چلے مراد لیتا ہے جو حزقیل نبی کو دعا و اضطراب میں جو
ایک قسم کی موت تھی کاٹنے پڑے یہ معنے قاموس نے لکھے ہیں مگر قاموس نے غلطی
کھائی ہے۔ وہ لفظ دراصل عیام ہے جسے وہ عام سمجھا۔

## ۲۰۔ اپریل ۱۹۰۹ء

(بقیہ رکوع ۳۵)

اذ قال ابراھیم رب ارنی کیف تحی الموتی ۔ یہ تیسری مثال بھی جہاد کے متعلق
ہے۔ مجاہد فی سبیل اللہ۔ جب اللہ کی راہ میں مارا جاتا ہے۔ تو مزور اللہ اس کو ایک
حیات بخشتا ہے اور اس پر ایک فضل ہوتا ہے وہ اپنے رب سے رزق پاتا ہے۔ ابراہیم
جو حنفاء کے باپ تھے اونہوں نے اس نظارہ کو دیکھنا چاہا۔ کہ اس عالم میں شہداء
کس طرح زندہ کئے جاتے ہیں۔
کیف ۔ سے کسی کا وہم ہو سکتا تھا کہ شاید آپ مانتے نہ تھے اس لئے اس وہم کو سوال
و جواب کے پیرائے میں دور کیا۔
اولم تؤمن ۔ ایمان نہیں۔
قال بلی ۔ کہا کیوں نہیں۔
و لکن لیطمئن قلبی ۔ شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔ دید شنید میں فرق ہے میں
نظارہ قدرت کو دیکھنا چاہتا ہوں۔
فخذ اربعۃ من الطیر ۔ چار پرندوں کے لانے کا حکم دیا۔ چار کی تعداد اس لئے
مناسب ہے کہ انسان کی بھی چار ہی خلطیں ہوتی ہیں۔
فصرھن ۔ صر کے عربی میں دو معنے ہیں ایک اپنی طرف مائل کرنا۔ ایک شعر یاد آگیا۔
وما صید الاعناق فیھم جبلۃ ۔ ولکن اطراف الرماح تصورھا۔
ابن عباس نے بھی اس کے معنے امِلھن کئے ہیں۔ الی کا صلہ بھی یہی معنے چاہتا ہے۔
دوسرے معنے ٹکڑے کرنے کے ہیں میرے نزدیک کلام الٰہی میں جتنی وسعت ہو سکے۔ کرنی
چاہیئے پس دونو معنے صحیح ہیں۔
یاتینک سعیا ۔ پہلے کے مطابق یہ مطلب ہو کہ جب تھوڑی سی ربوبیت کا
اثر ہے کہ تم ان کو اپنی طرف بلاؤ۔ تو تمہاری طرف دوڑے آتے ہیں تو پھر رب الارباب کے
بلانے سے کیوں نہ آئیں گے۔
دوسرے معنے کے لحاظ سے یہ مطلب ہے کہ خدا نے اون کو دوسرے
عالم میں زندہ کیا۔ اور یہ کیفیت کشف میں ابراہیم کو دکھادی۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)